مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال
ماہنامہ
معارف رضا کراچی
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
اسلامی جمہوریہ پاکستان

بانی: مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مسلسل اشاعت کا بائیسواں سال

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

شمارہ (47) محرم و صفر 1423ھ / اپریل 2002ء

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشمولات

مشاورت

علامہ شاہ تراب الحق قادری
الحاج شفیع محمد قادری
علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
منظور حسین جیلانی
حاجی عبداللطیف قادری
ریاست رسول قادری
حاجی حنیف رضوی
کے. ایم. زاہد

سرکولیشن اشتہارات
سید محمد خالد القادری، محمد فرحان الدین قادری

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/10 روپیہ سالانہ /120 روپیہ
بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ لائف ممبرشپ =/300 ڈالر

نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارف رضا" ارسال کریں چیک قابل قبول نہیں

25/ جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400 فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی. آئی. چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن کریم نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں، مصیبت وابتلاء میں صبر کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جادۂ استقامت اختیار کرنے والوں کی خصوصیات بیان کر کے مندرجہ ذیل بشارتیں دی ہیں:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o (البقرۃ ۲: ۱۵۵-۱۵۷)

ترجمہ: اور (اے حبیب ﷺ) خوشخبری سنا دو صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اس کی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔ (کنز الایمان)

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ o (فصلت ۴۱: ۳۰)

ترجمہ: بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (کنز الایمان)

حضرت سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ مبارکہ، ان کی سیرتِ طیبہ، گفتار و کردار، غرض ان کی کتابِ زندگی کا ایک ایک ورق مذکورہ بالا آیاتِ مقدسہ کی تفسیر ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغوشِ نبوت کے پروردہ، "اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کے تربیت یافتہ، اور "اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" کے قرآنی الفاظ سے خطاب یافتہ ہیں، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سرورِ عالم، عالمِ ماکان و ما یکون، صاحبِ مقامِ قاب قوسین ﷺ آپ کے استاد، مربی اور مرشد ہیں۔ جس نے منبعِ وحیِ نبوت سے براہِ راست کسبِ فیض کی سعادت حاصل کی ہو بھلا اس کے فضل و شرف کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حسین ابن علی کی اوج و رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے، علی جانے، نبی جانے خدا جانے

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و جل شانہ)

حضور اکرم ﷺ آپ سے تمام بچوں سے زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپ حد درجہ نیک دل، خدا پرست، رحم و مروت کے پیکر اور بہادر اور شجاع

تھے۔ اخلاقِ حسنہ میں آپ سرکارِ ابد قرار، صاحب خلقِ عظیم ﷺ کی صفات و کمالات کا مظہر اتم تھے، شجاعت و بہادری اور جذبۂ جہاد و ایثار شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ورثہ میں ملے تھے۔ سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی دردناک اور مظلوم مقتولیت (شہادت) کی خبر بچپن میں ہی ہوگئی تھی یہاں تک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے مقتل کربلا کی خاک بھی بارگاہِ رسالت میں پیش کردی تھی، لیکن اس حادثۂ عظیمہ پر مطلع ہونے کے باوجود آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس ساعت کا انتظار فرمایا اور آزمائش کربلا اور امتحانِ شہادت میں مردانہ وار صبر و تحمل کا ثبوت دیا، اور اس حال میں بھی جہاں بڑے بڑے بہادروں اور عزم و ہمت کی آہنی چٹانوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور ہمت ساتھ چھوڑ دیتی ہے، سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے استقلال میں ہلکی سی لغزش بھی پیدا نہ ہوئی اور زندگی کی آخری گھڑیوں تک آپ جادۂ تسلیم و رضا سے سرِ مو پیچھے نہ ہٹے۔ سبطِ رسول امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔

مفکرِ اسلام، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب ''الامن والعلیٰ'' میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ایک فرمان نقل کیا ہے کہ:

''ایک روز سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کو لیکر حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ''یارسول اللہ ﷺ ان دونوں شہزادوں کو کچھ عطا فرمایئے!'' تو آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا''

سبطِ پیمبر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرب و بلا کے ریگزاروں میں انتہائی نامساعد حالات میں دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے جس عظیم الشان قربانی، بلاکشی، جوانمردی، اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے جس جراءت و ہمت اور عزیمت کا مظاہرہ کیا ہے تاریخِ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کی ساری جدوجہد اصولی تھی، آپ نے اپنے عزم و استقلال سے یہ ثابت کیا کہ مسلمان اور خصوصاً ان میں وہ جو حق و صداقت کے امین اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے وارث ہیں، کبھی بھی باطل قوتوں کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی حاکمیت کے لئے بڑی سے بڑی طاقت سے اپنی ظاہری بے سروسامانی کے باوجود نبرد آزما ہوتے ہیں کہ فتح بہر حال حق کی ہی ہوگی۔ آپ نے شہادت سے پہلے دس محرم الحرام کو میدانِ کرب و بلا میں جو بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا وہ آپ کے اس یقینِ محکم، عزم و استقلال، جراءت و پامردی اور غیرتِ ایمانی کی روشن ترین مثال ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا حاکم دیکھے جو ظلم کرتا ہے، خدا کی قائم کردہ حدود کو توڑتا ہے، خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے اور اسے دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے فعل سے اس کی مخالفت کرتا ہے نہ اپنے قول سے، سو خدا ایسے شخص کو اچھا ٹھکانہ نہیں بخشے گا۔ دیکھو یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے، رحمان سے سرکش ہوگئے، فساد ظاہر، حدود الٰہی معطل ہیں، مالِ غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے، خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جا رہا ہے، میں ان کی سرکشی کو حق و عدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ ----معاملہ کی جو صورتِ حال ہوگئی ہے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل لیا، منہ پھیر لیا، نیکی سے خالی ہوگئی، ذرا سی تلچھٹ باقی ہے، حقیر سی زندگی باقی رہ گئی ہے، ہولناکی نے احاطہ کر لیا، افسوس! تم دیکھتے ہو کہ حق پشت پر ڈال دیا گیا ہے۔ باطل پر اعلانیہ عمل کیا جا رہا ہے، کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑ لے، وقت آ گیا ہے کہ مومن حق کی راہ میں بقائے الٰہی کی خواہش کرے، میں شہادت کی موت چاہتا ہوں، ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے''

آپ نے پھر فرمایا:

''اگر میں یہ لغزش کر جاتا، عزیزوں اور بچوں کی محبت مجھے بہکا دیتی تو زندگی کا عیش مجھ سے دور نہ تھا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے صبر و استقامت بخشی اگر میں یزید کی بیعت پر راضی ہوجاتا تو یزید میرے پاؤں چومتا، مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے لئے صبر و

استقامت اور خودداری کی بنیاد رکھوں تا کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس پر عمارت کھڑی کر سکیں۔"

امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشتِ کرب وبلا میں مظلومیت، بے بسی، دربدری اور بے یارو مددگاری کے عالم میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی لیکن جبر وظلم کے آگے سرِ تسلیم خم نہ کیا اور اپنا سر دیکر حق وصداقت کے علم کو رہتی دنیا تک کے لئے سربلند کردیا، اپنے اور اپنے اہل عیال کے خونِ رنگیں کا نذرانہ دیکر چمنِ اسلام کی آبیاری کی۔ آپ کے اقوال وکردار اور اسوۂ حسنہ آج کے حالات میں ہمارے لئے مشعلِ راہ اور ہمارے علماء اور قائدین ملت کے لئے دعوت فکر وعمل ہیں۔ آپ کی سیرت طیبہ ہمیں ایسے معاشرے کے قیام کی دعوت دے رہی ہے جو ہر طرح ظلم واستحصال سے پاک ہو اور جہاں ہر فرد کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ ارشاد نبوی علی صاحبہا التحیۃ والثناء کے مطابق خاندان نبوت حوض کوثر تک قرآن کریم سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اہل بیت نبوت کا یہ کارنامہ باقی سب کارناموں کی بنیاد ہے کہ کربلا کے میدان میں آزمائش کی مشکل ترین گھڑیوں میں صبر اور نماز سے ایک دم کے لئے بھی جدائی قبول نہیں کی، اسی کارنامے پر یہ ان انعامات خداوندی سے سرفراز ہوئے جس کا ذکر تمہید میں بیان کردہ آیات قرآنی میں ہے۔ اگر آج ہم مسلمان اور ہمارے حکمران یہ عہد کرلیں کہ ہم ان آیات فرقانی اور ارشادات نبوی کے مطابق اسوۂ حسینی کو استقامت کے ساتھ اپنا لیتے ہیں تو ہم بھی خدائی بشارت کے مستحقین میں شامل ہوکر انعامات خداوندی کے حقدار بن جائیں گے اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی مدد ونصرت ہمارے شامل حال ہوگی اور پھر ہمیں اپنی بقاء وسلامتی کے لئے نہ امریکہ کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہوگی اور نہ روس ویورپ کی طرف اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اسوۂ حسینی پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(صفحہ نمبر 5 کا بقیہ)

ہیں۔ علامہ شاہد علی رضوی نے مفتی اعظم کے منتخب تلامذہ کے ۳۵ رنام گنائے ہیں جو سب کے سب متبحر عالم ہوئے --- افتاء میں منتخب تلامذہ کے ۳۲ رنام گنائے ہیں جو اعلیٰ پایہ کے مفتی ہوئے اور مستفیدین میں گیارہ ممتاز علماء کے نام گنائے ہیں ---- علامہ موصوف نے مفتی اعظم کی تصانیف اور شروح میں ۴۵ رنام گنائے ہیں --- مجیب الرضا صاحب مفتی اعظم پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی سے پروفیسر وسیم بریلوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ کررہے ہیں اور نوشاد عالم چشتی بہار یونیورسٹی مظفر پور سے ڈاکٹریٹ کررہے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ محمد اختر رضا خاں صاحب قائم مقام مفتی اعظم ہیں --- امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے علامہ محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اولاد نرینہ میں علامہ محمد ابراہیم رضا خاں، علامہ حماد رضا خاں جیلانی میاں ہوئے۔ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوئی مگر محدث بریلوی اپنے سلسلہ نسبت و نسل کے قیام ودوام میں دونوں کو اس طرح شریک کیا کہ علامہ محمد حامد رضا خاں کے صاحبزادے علامہ محمد ابراہیم رضا خان کی شادی مفتی اعظم کی صاحبزادی سے کردی تا کہ کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ مفتی اعظم کی نسل منقطع ہوگئی --- محدث بریلوی کی نسل کے قیام میں دونوں صاحبزادگان شریک ہیں --- (ماخوذ از محدث بریلوی)

پروفیسر
ڈاکٹر محمد
مسعود احمد

مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ

مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷رجولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق بریلی میں پیدا ہوئے ۔۲۵رجمادی الثانی ۱۳۱۱ھ کو شاہ ابوالحسین نوری نے زمانہ طفلی میں بیعت فرما کر اجازت وخلافت سے نوازا ----اصل تعلیم وتربیت تو محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمائی ، اساتذہ میں برادر بزرگ علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب علامہ شاہ رحم الٰہی صاحب ناگوری ، مولانا بشیر احمد علی گڑھی ، علامہ ظہور الحسن نقشبندی فاروقی علیہ الرحمہ قابل ذکر ہیں ۔ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء بعمر اٹھارہ سال علوم عقلیہ ونقلیہ سے فارغ ہوئے اور ۳۸ر سے زیادہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی ۔ محدث بریلوی نے بہت سے سلاسل میں اجازت مرحمت فرمائی ۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم منظر اسلام ، بریلی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ۱۳۴۷ء تک یہ سلسلہ چلتا رہا، پھر دارالافتاء کی ذمہ داریوں کی وجہ سے مخصوص طلبا تک سلسلۂ درس وتدریس محدود ہو گیا ۔ مفتی اعظم نے دارالعلوم مظہر اسلام ، بریلی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے ۔

مفتی اعظم نے فتویٰ نویسی کا فن محدث بریلوی سے سیکھا اور اس میں وہ مہارت پیدا کی کہ مفتی اعظم ہند ہوئے ۔ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸ر سال فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ آخر تک چلتا رہا ۔ مفتی اعظم نے مجموعی طور پر ۷۰ر سال فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیئے ۔ آپ کے فتاویٰ فتاویٰ مصطفویہ کے نام سے دو جلدوں میں چھپ چکے ہیں جس میں صرف دس سال کے فتوے جمع کئے گئے ہیں ۔

مفتی اعظم نے ہر کٹھن وقت میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی ۔ ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں مسجد شہید گنج لاہور کا سانحہ پیش آیا ۔ مفتی اعظم نے انگریزوں اور سکھوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی حمایت کی ، اس طرح ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا کانفرنس بنارس میں مرکزی کردار ادا کیا --- ۷-۱۳۹۶ھ/ ۷-۱۹۷۶ء میں جب ہندوستان میں نس بندی کا اعلان کیا گیا آپ نے بلا خوف وخطر مومنانہ جرأت سے اس کی شدید مخالفت فرمائی ۔

مفتی اعظم عالم و عارف ، مفتی وفقیہہ اور مدبّر ومفکر ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر بھی تھے، ان کے اشعار میں قدماء کا رنگ جھلکتا ہے --- ان کا شعری مجموعہ سامان بخشش ، بریلی سے شائع ہو چکا ہے ۔ مفتی اعظم نے ۱۴رمحرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے وصال فرمایا، ان کی نماز جنازہ میں دنیا بھر کے ۲۵ر لاکھ عقیدت مند شریک ہوئے ، نماز جنازہ میں اتنا عظیم اجتماع تاریخ میں نہیں ملتا --- اس سے مفتی اعظم کے حلقۂ اثر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ---

مفتی اعظم کے بکثرت خلفاء پاکستان ، ہندوستان ، بنگلہ دیش ، ماریشس یورپ ، امریکہ اور افریقہ حرمین شریفین وغیرہ میں

(بقیہ صفحہ نمبر 4 پر)

الم میں اپنی جان جان آفریں کے
اہل عیال کے خونِ رنگیں کا نذرانہ
ین ملت کے لئے دعوت فکر وعمل
ذی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا کا
یکارنامہ باقی سب کارناموں کی
پر یہ ان انعامات خداوندی سے
فرقانی اور ارشادات نبوی کے
جائیں گے اللہ عزوجل اور اس
اور نہ روس ویورپ کی طرف
وصحبہ وبارک وسلم ۔

ث بریلوی علیہ الرحمہ کے
ل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں
علامہ حماد رضا خاں جیلانی
اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں
یلوی اپنے سلسلہ نسبت و
ح شریک کیا کہ علامہ محمد
براہیم رضا خان کی شادی
ئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ
بریلوی کی نسل کے قیام
ماخوذ از محدث بریلوی)

جامعہ ازھر مصر میں

از نازاں فیضی گیاوی*

طلوع عشق سرکار دو عالم مصر میں کیوں ہو ۔۔۔ سعودی نجدیہ کی فکر مدھم مصر میں کیوں ہو
امام احمد رضا کا ذکر پیہم مصر میں کیوں ہو ۔۔۔ رخ باطل کا دم خم اس طرح کم مصر میں کیوں ہو

عدو منکر نظر آتا ہے فیضانِ محمد کا
ادھر جھنڈا ہے اونچا دل میں ارمانِ محمد کا

خدا کی رحمتوں کے چاند تارے مسکراتے ہیں ۔۔۔ وہاں اب آرزوؤں کے اشارے مسکراتے ہیں
سفینے مسکراتے ہیں کنارے مسکراتے ہیں ۔۔۔ دلوں میں اب محبت کے نظارے مسکراتے ہیں

مبارکباد کے ہیں مستحق نعمان صاحب بھی
جنہوں نے طرز لطف بندگی میں عاشقی بھردی

انہیں کی کوششوں سے حضرت حازم کو پیار آیا ۔۔۔ دل فتحی نصار اندازۂ الفت سے بھرآیا
جناب شیخ زاہد کو بھی لطف نامدار آیا ۔۔۔ خزاں کا دور لگتا ہے گیا عہد بہار آیا

رسول اللہ کا فیضان ہے اور کچھ نہیں یاور
کہ طنطاوی کو بھی لگتاہے یہ عالم حسیں یارو

سلام اب جھوم کے پڑھنے لگے احمدرضا کا سب ۔۔۔ اسی کو کہتے ہیں فضل رسول اللہ فضل رب
وہاں بھی جامعہ ازہر میں ہے ذکر وفا بر لب ۔۔۔ نہ کیوں رحمت خدا کی جھوم کے برسے دلوں پر اب

مزہ آئے گا جنت میں شراب دید پینے میں
نشہ لطف خدا کا ہے نبی کے جام و مینے میں

سنا ہے کنزالایمان کا بھی واں اب ترجمہ ہوگا ۔۔۔ بریلی قاھرہ میں کم سے کم اب فاصلہ ہوگا
عراق و شام میں بھی دھوم سے ذکر رضا ہوگا ۔۔۔ بنام احمد رضا ذکر حبیب دوسرا ہوگا

حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی ہیں جاتی
نفس سے مومنوں کے بوئے ایمانی نہیں جاتی

کہا بھی تھا رضانے نجد کے قلعے گرائیں گے ۔۔۔ دل مسلم میں ہم شان محمد کو جگائیں گے
وفاداے تو سر کے بل اسی کوچے میں آئیں گے ۔۔۔ پلانے والے جام مصطفیٰ ان کو بلائیں گے

عدوکل بھی تھے رسوا آج بھی وہ منہ کے بل ہوں گے
کنول تھے کل بھی دست شوق میں اب بھی کنول ہوں گے

دبانے سے کہیں دبتا ہے عشق مصطفیٰ لوگو ۔۔۔ جلانے سے تو گلشن اور بھی ہوگا ہرالوگو
منافق کیا کہے گا اور اب اس کے سوا لوگو ۔۔۔ کہ جاؤ جب نہیں تم مانتے میرا کہا لوگو

تمہیں خلد بریں ہم کو جہنم راس آیا ہے
مقدر نے تمہیں گلشن ہمیں صحرا دکھایا ہے

شرف[1] صاحب کراچی سے گئے شامل وجاہت[2] بھی ۔۔۔ خدا کا فضل تھا ہمراہ اور آقا کی رحمت بھی
ادائے پر ضیاء تھی گفتگو میں شان شوکت بھی ۔۔۔ قبول حق کو تھی تیار واں حق کی جماعت بھی

خدا رکھے سلامت عاشقی کا جو اجالا ہے
خوشی کے ہاتھ میں نازاں ادھر پھولوں کی مالا ہے

(۱) علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (۲) صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی

فاضل بریلوی اور مفتی مالکیہ شیخ حسین مکی الازہری کا خاندان

مؤلف : محمد بہاء الدین شاہ ★

چوتھی قسط

مولانا عبدالسمیع کی یہ کتاب قرآن مجید،احادیث مبارکہ، اقوال سلف صالحین اور علمائے عرب وعجم کی تحریروں سے مزین جن میں میلاد شریف کو سلف سے لیکر خلف تک ثابت کیا گیا تھا۔لیکن مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے ہم نوا بدستور اپنی رائے پر بضدر ہے اور مولوی گنگوہی نے انوار ساطعہ کے جواب میں کتاب ''براہین قاطعہ''لکھی جو ان کے مرید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (م ۱۳۴۶ھ) کے نام سے ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ء میں مطبع ھاشمی میرٹھ میں چھپی (۶۱)۔ گنگوہی کے مذکورہ بالا فتویٰ کا مکمل متن اس کتاب میں شامل کیا گیا۔(۶۲)

براہین قاطعہ طبع ہوکر جیسے ہی مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی آپ نے ''انوار ساطعہ'' کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری شروع کردی اور اس میں براہین قاطعہ کی بعض عبارات کا رد شامل کیا نیز اپنے مرشد گرامی حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور استاد جلیل مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہندوستان بھر کے چوبیس اکابر علماء کرام کی تقریظات وتصدیقات شامل کرکے اسے ۱۳۰۷ھ میں مکمل کیا۔(۶۳)

ادھر جب براہین قاطعہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے مطالعہ میں آئی تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ان دنوں ریاست بہاولپور میں مقیم تھے جہاں ۳ رشوال ۱۳۰۶ھ کو مولانا قصوری اور انبیٹھوی کے درمیان ان مسائل پر مناظرہ ہوا جو انوار ساطعہ اور براہین قاطعہ میں زیر بحث آچکے تھے۔اس مناظرہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی۔مولانا قصوری نے اس اس مناظرہ کی روداد کتابی صورت میں قلمبند کی مگر علمائے دیوبند نے بعض اشتہارات میں اپنے ہم خیال عوام کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ یہ نظریات تو محض علماء برصغیر کے ہاں ہی پائے جاتے ہیں علماء حرمین شریفین تو ان کے ہم نوا نہیں۔ اس پر حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ میں اس کتاب کو لے کر عازم حجاز ہوئے تاکہ وہاں کے مشاہیر سے رائے لی جائے۔(۶۴)

مولانا غلام دستگیر قصوری نے براہین قاطعہ میں درج توحید باری تعالیٰ اور مقام رسالت کے منافی چھ عبارات کا رد لکھ کر ان کا عربی ترجمہ کیا اور یہ سارا قضیہ جو گذشتہ پانچ سال سے ہندوستان بھر کے علمی حلقوں میں وجہ نزاع بنا ہوا تھا، اسے علمائے حرمین شریفین نیز مکہ مکرمہ میں مقیم علمائے ہند کی خدمت میں پیش کیا جسے پڑھ کر وہاں کے چھ اہم عرب علماء کرام نیز مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ وحاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت وہاں پر

★(ناظم بہاءالدین ذکریالائبریری، چکوال)

مقیم ہندوستان کے تیرہ علماء کرام نے اپنی آراء کا اظہار کیا اور مولانا قصوری کے دلائل کی تائید میں تقریظات وتصدیقات لکھیں۔ مولانا قصوری ایک ہفتہ کم ایک سال حرمین شریفین مقیم رہنے کے بعد وطن واپس آئے اور مناظرہ بہاولپور نیز اس پر لکھے گئے جواب الجواب اور علمائے حرمین شریفین کی تقاریظ وتصدیقات کو مرتب کر کے ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' کے نام سے کتابی صورت شائع کیا۔ مفتی مالکیہ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب پر تقریظ لکھنے والے چھ اکابر علماء حرمین شریفین میں سے ایک ہیں۔(۶۵)

مولانا قصوری نے خطہ ہند پر موجود اہل سنت کو انتشار سے بچانے کے لئے ہرممکن سعی سے کام لیا اور یہاں کے اہل سنت کے عقائد ومعمولات کی علمائے حرمین شریفین سے تائید وتوثیق کرالائے لیکن علماء دیوبند بدستور ''براہین قاطعہ'' کے مندرجات پر مصر رہے تا آنکہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کو آگے بڑھایا اور براہین قاطعہ وغیرہ علماء دیوبند کی چند اور کتب کی متنازع عبارات نیز غیر مقلدین اور قادیانیوں کے عقائد کو عربی میں ترجمہ کر کے ان کی تردید کی اور جب آپ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دوسرے سفر حج وزیارت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوئے تو یہ سارا قضیہ تمام تر تفصیلات کے ساتھ علمائے حرمین شریفین کی مجالس میں پیش کرتے ہوئے فیصلہ ان پر چھوڑا۔ جس پر وہاں کے ۳۳ر اکابر علماء کرام نے فاضل بریلوی اور یہاں کے علماء اہل سنت کے مؤقف کی تائید کرتے ہوئے اس پر تقاریظ قلمبند کیں جو ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' کے نام سے کتابی صورت میں عربی و اردو میں شائع ہو چکی ہیں اور اس میں شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ سرفہرست ہے۔(۶۶) اور جب اسی قیام مکہ کے دوران فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر کئے گئے اعتراضات کے جواب میں ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' کے تاریخی نام سے عربی میں کتاب لکھی تو اس پر عالم اسلام کے اکابر علماء کرام کی بڑی تعداد نے تقریظات لکھیں (۶۷)۔ مفتی مالکیہ و مدرس حرم شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب پر تقریظ لکھنے والے اولین علماء مکہ میں سے ہیں۔(۶۸)

حضرت مولانا شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں ''مفتی مالکیہ'' رہے، قبل ازیں آپ کے والد ماجد اور بڑے بھائی اس منصب پر فائز رہے، آپ خود حرم شریف میں مدرس رہے اور استاذ العلماء ہوئے، اعلاء کلمۃ الحق میں کسی لیت ولعل سے کام نہیں لیا اور وقت کے حکمران کے جاہ وجلال سے خوف زدہ نہ ہوئے، سالہا سال جلاوطنی میں بسر کئے، جہاں اور جس حال میں رہے علم کے چراغ جلاتے رہے، مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علی، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر علماء ہند سے آپ کی قریبی روابط ومراسم رہے، متعدد کتب تصنیف کیں، فاضل بریلوی سے عمر میں محض تین برس چھوٹے تھے، لیکن اس تمام تر علم وفضل کے باوجود آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا اعتراف کیا اور بروز بدھ ۹ رصفر ۱۳۲۴ھ کو مکہ مکرمہ میں شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے سند اجازت وخلافت حاصل کی۔(۶۹)

حضرت مولانا شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اتوار کی رات ۲۲ رشوال ۱۳۴۰ھ یا ۱۳۴۱ھ کو وصال فرمایا۔(۷۰)

(۵) مفتی مالکیہ سیبویۂ
الامام العلامۃ
ابراہیم مالکی ماہ رمضان المبا
۔ آپ کا اصل نام علی ۔
پائی (۷۲)۔ آپ کی عمر پانچ
جس پر آپ کے بڑے بھ
آپ کی پرورش کی تا آ
وفات پائی۔ نیز دوسرے
عابد بن حسین مالکی نے آ
دینیہ، عربی لغت اور فقہ ما
محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ
الامین سید ابوبکر شطا شافعی
عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی
علامہ محدث شیخ عبداللہ
۱۳۳۱ھ) سے صحیح بخاری و
حو
(۶۱) مولوی سید ابوا
کہ براہین قاطعہ
جو مولوی خلیل ا
علامہ سید عبدالح
ابوالحسن علی ندوی
۱۳۹۶ھ/۷۶

(۵) مفتی مالکیہ سیبویۃ العصر محمد علی بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ:

الامام العلامۃ التقی الجلیل الشیخ محمد علی بن حسین بن ابراہیم مالکی ماہ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام علی ہے (۷۱) لیکن محمد علی کے نام سے شہرت پائی (۷۲)۔ آپ کی عمر پانچ برس تھی کہ والد گرامی نے رحلت فرمائی جس پر آپ کے بڑے بھائی مفتی مالکیہ شیخ محمد بن حسین مالکی نے آپ کی پرورش کی تا آنکہ آپ کی شادی کرائی اور ۱۳۱۰ھ میں وفات پائی۔ نیز دوسرے بڑے بھائی العلامۃ والقدوۃ الفہامہ شیخ عابد بن حسین مالکی نے آپ کی سرپرستی کی اور آپ کو مختلف علوم دینیہ، عربی لغت اور فقہ مالکی کی تعلیم دے کر سند عطا کی (۷۳)۔ شیخ محمد علی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے خاتمۃ الفقہاء والمحدثین فی بلد اللہ الامین سید ابوبکر شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۷۴) سے فقہ شافعی، علامہ شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۷۵) سے تفسیر اور فقہ حنفی اور علامہ محدث شیخ عبداللہ قدومی حنبلی نابلسی مدنی (۱۲۴۷ھ--- ۱۳۳۱ھ) سے صحیح بخاری و فقہ حنبلی پڑھی۔ (۷۶)

حوالے و حواشی

(۶۱) مولوی سید ابوالحسن ندوی لکھنوی (پ ۱۳۳۲ھ) لکھتے ہیں کہ براہین قاطعہ اصل میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے جو مولوی خلیل احمد سہارنپور کے نام سے چھپی۔ (نزھۃ الخواطر علامہ سید عبدالحئی حسنی لکھنوی (م ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء)، حواشی سید ابوالحسن علی ندوی، ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، جلد ہشتم ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء ص ۱۴۸-۱۵۲)

(۶۲) براہین قاطعہ، مولوی خلیل احمد سہارنپوری ثم انبیٹھوی، ضمیمہ ازقلم مولوی محمد منظور نعمانی لکھنوی (م ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء) دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵۱-۱۵۲۔

(۶۳) انوار ساطعہ، ص ۳۰۴۔

(۶۴) روئیداد تاریخی مناظرہ بہاولپور المسمّٰی بہ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، مولانا غلام دستگیر قصوری، حالات مصنف ازقلم علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، نوری بک ڈپو لاہور۔

(۶۵) تقدیس الوکیل میں درج عبارات کے مقرظ دیگر پانچ علماء حرمین شریفین کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

.... مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ محمد صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶۳ھ/۱۳۳۲ھ)
.... مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ۔
.... مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ شیخ خلف بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔
.... مفتی احناف مدینہ منورہ شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۹ھ-۱۳۲۵ھ)
.... رئیس المدرسین مدینہ منورہ شیخ محمد بن علی بن ظاہر السید رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، اردو ترجمہ بنام مبین احکام و تصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ)، مترجم مولانا حسنین رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، سن طباعت ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) ص ۶۳-۶۵۔

(۶۷) پاک و ہند اور ترکی سے الدولۃ المکیہ کے متن اور اردو ترجمہ کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن ان سب میں اہم وہ ایڈیشن ہے جو دارالعلوم امجدیہ کے تعاون سے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے موجودہ نائب صدر الحاج شفیع محمد قادری حامدی (پ ۱۹۲۶ء) نے اپنے قائم کردہ اشاعتی ادارہ "المکتبہ" (۱۹۵۶ء-۱۹۵۸ء) کراچی کی طرف سے شائع کیا الدولۃ المکیہ پر عالم اسلام کے اکابر علماء کی لکھی گئی تمام تقاریظ تاحال (۱۹۹۸ء) شائع نہیں ہوئیں۔ شام کے نامور عالم و صوفی علامہ سید محمد تاج الدین حسنی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء- ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) جو ۱۹۲۱ء-۱۹۲۲ء-۱۹۲۳ء تک ملک شام کے صدر

رہے، آپ نے فاضل بریلوی کی اس کتاب پر تقریظ لکھی تھی جو ہنوز طبع نہیں ہوئی۔ حال ہی میں (سن اشاعت رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/نومبر ۲۰۰۱ء) حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ العالی نے رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جانب سے ''الدولۃ المکیہ'' معہ تمام تقریظات اور اس پر بعد میں امام احمد رضا کے لکھے ہوئے تعلیقات ''الفُیوضَاتِ المکیَۃِ لمحبّ الدولۃ المکیۃ'' کے ساتھ جدید انداز میں مع حواشی اور تخریجات شائع کردی ہے یہ ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ادارہ)

(۶۸) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، نذیر سنز پبلیشرز لاہور، بنام علوم مصطفےٰ ﷺ ص ۲۰۳-۲۰۴۔

(۶۹) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ص ۲۳، ۴۹۔

(۷۰) سیر و تراجم ص ۲۶۱ نیز المسلک الجلی فی اسانید فضیلۃ الشیخ محمد علی، از قلم شیخ محمد یاسین فادانی طبع اول، مطبع دار الطباعۃ المصریہ الحدیثیۃ، ص ۵۸ پر آپ کا سن وصال ۱۳۴۰ھ جبکہ سیر و تراجم ص ۱۵۲-۱۵۳ نیز الدلیل المشیر ص ۲۷۵-۲۷۶، خیر الدین زرکلی کی الاعلام ج ۳ ص ۲۴۲ پر ۱۳۴۱ھ درج ہے۔

(۷۱) نشر النور ص ۱۸۱۔

(۷۲) سیر و تراجم ص ۲۶۰، الدلیل المشیر ص ۱۷۱، المسلک الجلی، کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔

(۷۳) الدلیل المشیر ص ۱۷۱، المسلک الجلی ص ۵۵۔

(۷۴) علامہ سید ابوبکر بن محمد زین العابدین شطا شافعی مکی (۱۲۶۶ھ-۱۳۱۰ھ) مکہ مکرمہ کے علم و فضل میں معروف خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے جد امجد ولی کامل شیخ شطا رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار دمیاط میں واقع ہے ان کی نسبت سے شطا کہلاتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام باقی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ملتا ہے۔ علامہ سید ابوبکر شطا رحمۃ اللہ علیہ علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں۔ علامہ سید ابوبکر نے تصوف، سوانح اولیاء، فقہ، سیرت، تفسیر اور حدیث وغیرہ موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں۔ آپ کی عمر کا زیادہ حصہ درس و تدریس، تصنیف تالیف، اور اوراد و اذکار پڑھنے، تہجد ادا کرنے اور تلاوت قرآن مجید میں بسر ہوا۔ آپ نے مناسک حج ادا کرنے کے بعد وبائی مرض کے باعث تیرہ ذوالحجہ کو حالت احرام میں وفات پائی۔ آپ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس (م ۱۳۳۴ھ) نے کتاب ''کنز العطانی ترجمۃ العلامہ السید بکری شطا'' لکھی۔ آپ کی اولاد میں سے تین بیٹے علامہ سید احمد شطا (۱۳۰۰ھ/۱۳۳۲ھ)، علامہ سید صالح شطا (۱۳۰۲ھ-۱۳۶۹ھ) اور علامہ سید حسین شطا (۱۳۰۷ھ-۱۳۵۵ھ) اہم علماء مکہ سے ہوئے۔ (نشر النور ص ۱۴۳-۱۴۵، الدلیل المشیر ص ۲۸۲، سیر و تراجم ص ۸۰-۸۱)

(۷۵) امام، محدث، مفسر، جامع بین العلم والعمل، زہد و تقویٰ میں معروف، شیخ عبدالحق الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے اور حرمین شریفین میں متعدد علماء کرام سے استفادہ کیا۔ بعد ازاں آپ شیخ الدلائل ہوئے اور عرب و عجم کے بکثرت علماء آپ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے تفسیر نسفی اور درمختار پر سیر حاصل حواشی لکھے اور تقریباً پچاس برس مکہ مکرمہ میں مقیم رہنے کے بعد وہیں پر وفات پائی۔ (نشر النور ص ۲۳۳، الدلیل المشیر ص ۲۷۶، علماء العرب فی شبہ القارۃ الہندیۃ ص ۷۷۶) فاضل بریلوی اور شیخ عبدالحق الہ آبادی رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور آپ نے حسام الحرمین نیز الدولۃ المکیہ پر تقریظات لکھیں جو مطبوع ہیں۔

(۷۶) سیر و تراجم ص ۲۶۰-۲۶۱، المسلک الجلی ص ۵۶۔

ماہنامہ اعلیٰ
پڑھا۔ ماشاء اللہ اچھی
منظر اسلام'' کے حوالے۔
تمام ارباب علم و دانش۔
کو خراج تحسین پیش کیا
کی بہت سی علمی ادبی، سیا
گا حالانکہ ''منظر اسلام''
منظر اسلام پر لانے کی اش
کوشش کر رہا ہے۔ علماء
کی خدمات سے قوم کو متعا
''ادارۂ تحقیقا
طرف سے ماہنامہ ''معار
منظر اسلام بریلی نمبر''
رضویات میں اپنی مثال
وجاہت رسول قادری،
جاندار اداریہ قلمبند فرمایا۔
موصوف نے شہر علم و فن
نہایت خوبصورتی سے پیش

مہ سید ابوبکر نے تصوف، سوا
مدیث وغیرہ موضوعات پر متعدد
عمر کا زیادہ حصہ درس و تدریس
ڑھنے، تہجد ادا کرنے اور تلاوت
نے مناسک حج ادا کرنے کے
والحجہ کو حالت احرام میں وفات
کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس (م
انی ترجمۃ العلامہ السید بکری
سے تین بیٹے علامہ سید احمد
سید صالح شطا (۱۳۰۲ھ-
۱ (۱۳۰۷ھ-۱۳۵۵ھ) اہم
۱۴۳-۱۴۵، الدلیل المشیر ص

لم والعمل، زہد و تقویٰ میں
رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ)
رمہ جا بسے اور حرمین شریفین
ا۔ بعدازاں آپ شیخ الدلائل
اء آپ سے فیض یاب ہوئے
بر حاصل حواشی لکھے اور تقریباً
کے بعد وہیں پر وفات پائی۔
ں ۲۷۶، علماء العرب فی شبہ
بریلوی اور شیخ عبدالحق الہ
متعدد ملاقاتیں ہوئیں اور
المکیہ پر تقریظات لکھیں جو

بلی ص ۵۶۔

از: سید صابر حسین شاہ بخاری *

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی کا صد سالہ ''منظر اسلام'' نمبر پڑھا۔ ماشاء اللہ اچھی کوشش ہے۔ اعلیٰ حضرت کی ''یادگار منظر اسلام'' کے حوالے سے بے شک یہ ایک خصوصی اشاعت ہے تمام ارباب وعلم ودانش نے اپنے اپنے مقالات میں ''منظر اسلام'' کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ان سب کے باوجود ابھی ''منظر اسلام'' کی بہت سی علمی ادبی، سیاسی اور ملی خدمات کو احاطۂ تحریر میں نہیں لایا گا حالانکہ ''منظر اسلام'' کی صد سالہ روشن خدمات کو نمایاں طور پر منظر اسلام پر لانے کی اشد ضرورت ہے۔ اس موضوع پر فقیر اپنی سی کوشش کر رہا ہے۔ علماء ومشائخ اس جانب متوجہ ہوں اور اہل سنت کی خدمات سے قوم کو متعارف کرائیں۔

''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی'' کی طرف سے ماہنامہ ''معارف رضا کراچی'' کا ''صد سالہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' موصول ہوگیا ہے۔ یہ عظیم الشان نمبر رضویات میں اپنی مثال آپ ہے۔ فخر السادات مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہٗ نے اٹھارہ صفحات پر مشتمل نہایت جاندار اداریہ قلمبند فرمایا ہے۔ جو معلومات افزا اور ایمان افروز ہے موصوف نے شہر علم وفن میں ''جشن صد سالہ منظر اسلام'' کے مناظر کو نہایت خوبصورتی سے پیش فرمایا ہے۔ آپ نے وہاں خانوادۂ رضا، ارباب علم و دانش اور بیرونی علمائے کرام سے اپنی خالص علمی ملاقاتوں کو زیر بحث لایا ہے۔ اس ''اداریہ'' کی روشنی میں دنیائے رضویات کو اہم معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں مثلاً حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ''انجمن عاشقان بلال'' سرگرم ہے۔ ''معارف رئیس الاتقیا'' کے عنوان سے چند مقالات کا مجموعہ چھپ چکا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی نے ''مولانا نقی علی خاں-- حیات اور علمی و ادبی کارنامے'' کے عنوان پر روہیلکھنڈ یونیورسٹی بریلی سے ڈاکٹریٹ کرلی ہے۔ مولانا محمد حنیف رضوی صاحب نے اعلیٰ حضرت کی علم حدیث میں دسترس کے حوالے سے تحقیقی کام چھ جلدوں میں مکمل کرلیا ہے ان سے قبل اسی موضوع پر مولانا محمد عیسیٰ رضوی صاحب تین جلدوں میں کام کر چکے ہیں۔ مفتی قاضی شہید عالم صاحب اعلیٰ حضرت کے تین سو مخطوطات کی تبیض کا کام کر رہے ہیں۔ علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری کا ''ازہر الفتاویٰ'' دو حصوں ہی منتخب انگریزی فتاویٰ ڈربن ساؤتھ افریقہ سے شائع ہو چکے ہیں آج کل آپ عربی زبان میں بخاری شریف کی شرح لکھ رہے ہیں ستر سے زائد صفحات کی کمپوزنگ ہوچکی ہے حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کا نایاب ''فتاویٰ حامدیہ'' طباعت کا منتظر ہے۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، اعلیٰ حضرت کی دو کتابوں الکلمۃ الملہمہ اور فوز مبین اور اوقلیدس کی اشکال اور الجبراء کے فارمولاجات کی تبیض و تصحیح کا کام سترفی صد مکمل کر چکے ہیں۔ بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت کی کئی کتب بالخصوص ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' اور رضویات پر کئی کتب بنگالی زبان میں چھپ رہی ہیں۔ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن، حیات اعلیٰ حضرت، کی بازیاب جلدوں پر کام کررہے ہیں۔ مفتی سید شاہد علی رضوی مفتی رامپور حضرت علامہ سید ہدایت رسول قادری علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر تقریباً چار سو صفحات لکھ چکے ہیں۔ جامعہ فیض العلوم جمشید پور کا اکتوبر ۲۰۰۱ء کے آواخر میں پچاس سالہ جشن تاسیس منایا گیا۔

الحاصل اداریہ میں حضرت سید وجاہت رسول قادری مدظلہٗ نے بہت کچھ لکھا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، بذات خود یہ اپنی جگہ ایک مستقل مقالے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۳۲۰ صفحات پر مشتمل ''معارف رضا'' کا یہ عظیم نمبر چالیس مقالات پر مشتمل ہے اس عظیم نمبر میں منظر اسلام کی ادبی، سیاسی اور ملی خدمات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے۔ میں محترم سید وجاہت رسول قادری اور ان کے رفقاء کو اس بے مثال پیش کش پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ تمام لائبریریوں میں اس نمبر کا پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی اور ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کے علاوہ کسی دوسرے سنی رسالے نے ''منظر اسلام بریلی'' کے حوالے سے خاص اشاعت کا اہتمام کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے رضا شناسی میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں ان کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ راقم کی خواہش پر مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ نے حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے نامور خلیفہ مولانا سید وزارت رسول قادری علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ''تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری'' مرتب فرما کر امسال شائع کردیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا سید وجاہت رسول قادری کے دیگر مقالات ''تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام''، ''کنزالایمان کی عرب دنیا میں پزیرائی'' اور ''امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت'' بھی ادارہ کے زیر اہتمام کتابی صورت میں چھپ کر سامنے آ گئے ہیں۔

دعائے صحت کیلئے اپیل

حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد حفظہ اللہ تعالیٰ کے برادر نسبتی جناب شکیل احمد صاحب، ریٹائرڈ آفیسر اسٹیٹ بینک آف پاکستان، ٹریفک کے ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تمام قارئین معارف رضا سے درخواست ہے کہ سید عالم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے ان کی جلد شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

اعتذار

معارف رضا کے شمارہ مارچ ۲۰۰۲ء میں صفحہ نمبر ۱۸ کے دوسرے پیراگراف کی تیسری سطر میں لفظ ''حضور'' کے ساتھ سہواً ''ﷺ'' شائع ہوگیا تھا برائے کرم اسے ''رحمۃ اللہ علیہ'' پڑھا جائے۔ (مدیر)

قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی

امام احمد رضا کے ایک رفیق

تحریر

پروفیسر فاروق احمد صدیقی*

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

خدا کا شکر ہے کہ اب کوئے رضا سنسان نہیں، آباد ہے۔ دنیا بھر میں مختلف ادارے اور اشخاص دھوم مچانے کے لئے تن، من، دھن سے لگے ہوئے ہیں۔ جس میں فوقیت پاکستان کو اور پاکستان میں بھی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کو حاصل ہے مگر اس کے باوجود ابھی فضل وکمال کے اس سمندر کی محض چند موجوں کا تعارف ہو سکا ہے۔ اور انہیں چند موجوں سے اس سمندر کی بیکراں گہرائیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

امام احمد رضا نے یہ شعر حضور غوث آعظم رضی اللہ عنہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے۔ آج میں ان کا یہ شعر خود انھیں کی بارگاہ میں نذر کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی فیض رسانیوں کے بادل نے جہاں سارے عالم کو سیراب کیا ہے۔ بہار کا خطہ پر بہار بھی اس سے محروم نہیں رہا۔ یہاں بھی برسا اور خوب ٹوٹ کر برسا۔ جن کے شکرانے کے طور پر کاملان بہار نے بھی آپ کے علمی و دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر محاذ پر بہترین تعاون کی لاثانی نظیر قائم کی۔

مگر افسوس کہ ان کے کارنامے اب تک پردۂ خفا میں ہیں۔ ہم صرف ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری صاحب کی فتوحات سے ہی روشناس ہو سکے ہیں اور وہ بھی پورے طور پر نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بہار میں ملک العلماء سے پہلے بھی امام احمد رضا کے فکر ونظر سے وابستہ اصحاب و اشخاص اور علماء و مشائخ کا سلسلۂ نجوم نظر آتا ہے۔ جن کے زریں کارناموں کا مطالعہ کئے بغیر ہم ''رضویات'' سے متعلق لٹریچر کو معتبر اور مؤثر نہیں بنا سکتے۔ مگر اس کے لئے ایک شخص نہیں، ادارے کی ضرورت ہے۔

میں نے سردست ان کاملان بہار میں سے صرف ایک مرد کامل کا انتخاب کیا ہے۔ جن کا نام قاضی عبدالوحید فردوسی عظیم آبادی ہے۔ قاضی صاحب کا سلسلۂ نسب کئی واسطوں سے حضرت تاج فقیہ، فاتح بہار، تک پہنچتا ہے۔ جو اس طرح ہے۔ قاضی عبدالوحید بن قاضی عبدالحمید بن قاضی اکرام الحق بن، قاضی امین الحق بن قاضی کمال الحق بن قاضی غلام یحیٰ بن غلام شرف الدین از اخلاف ملا عبدالشکور تاج فقیہی (۱)

قاضی صاحب کی ولادت ۲۷ / رجب ۱۲۸۹ء کو ہوئی اور وفات ۱۹ / ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں (۲)۔ فقط ۳۷ سال کی عمر پائی لیکن اس مختصر سی عمر میں وہ کارہائے نمایاں انجام دے گئے جن پر جس قدر بھی رشک کیا جائے کم ہے۔ قاضی صاحب نے مروجہ

*(صدر، شعبۂ اردو، بہار یونیورسٹی، انڈیا)

نصاب کے مطابق مشرقی تعلیم حاصل کی ساتھ ہی انٹرنس اور الف-اے کے امتحانات بھی پاس کئے۔ان کے والد قاضی عبدالحمید ان کو مزید حصول تعلیم کے لئے انگلستان بھیجنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کے بیٹے قاضی عبدالودود لکھتے ہیں

''عربی کی تکمیل اور انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد کالج میں داخل ہوئے۔الف-اے، کے بعد میرے دادا انہیں قاضی رضا حسین کے مشورے پر انگلستان تعلیم کے لئے بھیجنا چاہتے تھے۔لیکن وہ کسی طرح اس پر راضی نہ ہوئے۔یہی نہیں یہاں رہ کر بھی انہوں نے مزید انگریزی تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیا---وجہ یہ کہ وہ مغربی تعلیم کو مذہب کے لئے سم قاتل سمجھتے تھے''(۳)

مذہب:-

اس طرح وہ اوائل سے ہی مذہب کے پرجوش داعی اور مبلغ بن گئے۔اس دور میں بھی مذہب کے نام پر نئے نئے فتنوں کا ظہور ہو رہا تھا رافضیت، وہابیت نیچریت، اور ندویت کی تحریکیں سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ و مسلک پر شب خون مار رہی تھیں ایسے پر آشوب و پر انتشار ماحول میں قاضی عبدالوحید نے اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر مذہب حق اہل سنت و جماعت کا جس طرح دفاع کیا ہے، اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ان کی دینی غیرت و حمیت کا اندازہ اس سے ہو گا کہ ان دنوں ندوۃ العلماء کے قیام کی تحریک زوروں پر تھی۔اس کا ایک سالانہ اجلاس پٹنہ میں بھی ہوا جس میں یہ تاثر دیا گیا کہ ندوہ کی مخالفت میں صرف مولانا عبدالقادر بدایونی، خواجہ عبدالصمد سہوانی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی سرگرم ہیں۔ورنہ تمام علماء و مشائخ ندوہ کے حامی ہیں تو قاضی صاحب نے اس شرانگیز پروپیگنڈے کی سختی سے تردید کی اور ڈھائی سو سے زائد علماء و مشائخ کے خطوط کی اشاعت کر کے یہ ثابت کر دیا کہ سوادِ اعظم ندوہ تحریک کا مخالف ہے(۴)

یہی وہ موقع تھا جب قاضی عبدالوحید نے پہلی مرتبہ حضرت فاضل بریلوی کو ایک خط لکھا جس کا پورا متن حسب ذیل ہے۔

''ناصر ملتِ مصطفویہ، حامیٔ مذہب حنفیہ جناب مولانا الاجل مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی، مدظلہ العالی، تسلیم، محض غائبانہ اخوت اسلامی و حمایت مذہب حنفیہ کے جہت سے یہ خط لکھ رہا ہوں اور مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی کو بھی لکھ رہا ہوں جلسہ ندوہ سے میں سخت بیزار ہوں اور شاید حضور اس کے مخالف ہیں۔لہٰذا موافقت فی المخالفہ و حمایت مذہب حنفیہ کی جہت سے لکھتا ہوں، ایک اخبار تردید مذہب باطلہ و مخالفت ندوہ میں نکالنے والا ہوں آپ سرپرستی کریں۔مذہب حنفیہ کو حق سمجھتا ہوں اور اس ندوہ کو باطل اگر آپ لوگ آمادہ ہوں تو ندوہ حنفیہ پٹنہ میں بفضلہٖ قائم کروں۔خادم

عبدالوحید حنفی

۹ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ''(۵)

ندوہ تحریک کے زور کو توڑنے کے لئے قاضی صاحب نے صرف ڈھائی سو علماء کے خطوط ہی شائع نہیں کئے بلکہ اس کے رد میں کئی جلسے کئے اور مجلس علماء اہل سنت بریلی سے بھی تعاون کی درخواست کی جن کے نتیجے میں مولانا شاہ عبدالصمد مودودی چشتی (صدر مجلس علماء اہل سنت) مولانا وصی محدث سورتی مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی، مولانا مومن سجاد کانپوری (منتظم مجلس علماء، اہل سنت) مولانا سید اخلاص حسین سہسوانی (مصنف حادثۂ جانکاہ) عظیم آباد پٹنہ پہنچے اور جناب قاضی عبدالوحید صاحب کے یہاں محلہ لودی کٹرہ پٹنہ سیٹی میں فروکش ہوئے۔یکم شعبان روز شنبہ ۱۳۱۴ء کی صبح کو شاہ محمد مبارک صاحب رئیس عظیم آباد کے مبارک باغ میں مجلس وعظ منعقد ہوئی اس طرح

مختلف مقامات پر جلسے
قاضی صا
اور چلانے کے لئے ا
کی بنیاد ڈالی اور اس
۱۳۱۵ھ، رکھا جس
یوسف حسن صاحب
ہوئے اس تنظیم کے
بھی تاریخی نام رکھا۔
''مطبع اعواز
اور ماہ:
جاری کیا جس کا تار
حنفیہ'' رکھا گیا اس
''حمایت اسلا
کفر و بدعت
اس رسا
بریلوی کی مبارک تصا
سل السیوف
پہلی بار ڈھائی سو کی
جاری ہو گیا اور مطبع
آپ کا نعتیہ دیوان
جو محرم ۱۳۲۵ھ کو شرو
اس طر
اور ضلالت کے زو
قاضی صاحب کے
جس کا نام ''مدرسہ
افتتاح ہوا۔افتتا

مختلف مقامات پر جلسے ہوئے (۶)

قاضی صاحب نے اپنے مشن کو وسیع پیمانے پر پھیلانے اور چلانے کے لئے احباب اہل سنت کے مشورے سے ایک مجلس کی بنیاد ڈالی اور اس کا تاریخی نام "مجلس عالی حمایت سنیت محمدی ۱۳۱۵ھ" رکھا جس کے صدر مولانا فتح محمد پنجابی مقرر ہوئے۔ حکیم یوسف حسن صاحب اس کے مہتمم اور خود اس کے نائب مہتمم نامزد ہوئے اس تنظیم کے ساتھ ایک مطبع کا بھی قیام عمل لایا گیا اور اس کا بھی تاریخی نام رکھا۔

"مطبع اعوان اہل سنت و جماعت ۱۳۱۵ھ"

اور ماہ جمادی الاول ۱۳۱۵ھ سے ایک ماہنامہ رسالہ جاری کیا جس کا تاریخی نام "مخزن تحقیق" ۱۳۱۵ھ ملقب بہ "تحفۂ حنفیہ" رکھا گیا اس کے سرورق پر یہ عبارت مرقوم ہوتی تھی۔

"حمایت اسلام و تائید شرع واصحاب سنت ونکایت
کفر وبدعت وتہدید ارباب ضلالت وبطالت"

اس رسالہ کے شمارہ ۱۰ جلد ۱ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی مبارک تصنیف:

سل السیوف الھندیه فی کفریات باباالنجدیه

پہلی بار ڈھائی سو کی تعداد میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد ایک سلسلہ جاری ہو گیا اور مطبع حنفیہ سے اعلیٰ حضرت کی ستر کتابیں شائع ہوئیں آپ کا نعتیہ دیوان حدائق بخشش بھی پہلے تحفۂ حنفیہ میں ہی شائع ہوا جو محرم ۱۳۲۵ھ کو شروع ہو کر ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں اختتام کو پہنچا

اس طرح تحفۂ حنفیہ کا فاتحانہ سفر جاری رہا اور بدمذہبیت اور ضلالت کے زور کو توڑتا رہا۔ پرچہ اور پریس کے قیام کے بعد قاضی صاحب کے ہمت عالی نے ایک مدرسہ کی بھی بنیاد ڈال دی جس کا نام "مدرسہ حنفیہ" رکھا گیا ماہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ کو اس کا افتتاح ہوا۔ افتتاحی جلسہ کی صدارت شاہ محمد کمال صاحب رئیس اعظم پٹنہ نے کی اور حضرت مولانا سید سلیمان اشرف نے علم دین کے موضوع پر شاندار تقریر فرمائی۔ بدایوں سے مولانا فضل حق (شاگرد مولانا عبدالکافی الہٰ آبادی) بلا کر صدر مدرس رکھے گئے کچھ دنوں کے لئے حضرت مولانا سید دیدار علی الوریٰ نے بھی مسند صدارت کو عزت بخشی۔ (۷)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی پٹنہ میں پہلی بار آمد

اسی سال ۶ / ربیع الآخر میں مولانا شبلی نعمانی نے شاہ سلیماں پھلواروی کی حمایت سے پٹنہ میں ندوہ کے ساتویں اجلاس کا اعلان کر دیا۔ قاضی صاحب اور ان کے آعوان وانصار نے ندویوں کو پر پرزہ نکالتے ہوئے دیکھا تو مجلس علماء اہل سنت کے بھی اجلاس کا اعلان کر دیا اور جناب حضور مولانا شاہ امین احمد صاحب سجادہ نشیں خانقاہ بہار شریف اور شاہ بدرالدین صاحب سجادہ نشیں پھلواری شریف کے مشورے پر حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی، اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور دیگر علمائے اعلام کو اس کی اطلاع دی دونوں بزرگوں نے قاضی صاحب اور ان کے احباب کی پرخلوص دعوت پر لبیک کہا اور اجلاس میں شرکت فرما کر اس کے وقار وعظمت میں چار چاند لگا یا ۷/ رجب تا ۱۳۔ رجب ۱۳۱۸ھ اس کے شاندار اجلاس ہوئے اور ندویوں کا زور ٹوٹا۔

مجلس ندوۃ العلماء کے اجلاس پٹنہ کی صدارت استاد زمن مولانا شاہ احمد حسن کانپوری نے کی تھی۔ مجلس علماء اہل سنت کے اجلاس سے ان پر ندوہ کی اصل حقیقت منکشف ہوئی اور انہوں نے سخت رنجیدہ ہو کر مولانا محمد علی مونگیری ناظم ندوہ سے برملا فرمایا۔

"پورا طائفہ ندوہ جہنم میں جائیگا ہم تم دونوں جائیں گے پہلے کون جائے گا میں یہ نہیں بتا سکتا۔ آئندہ سے مجھ کو ہر گز نہ بلانا۔ (۸)

اس مجلس علماء اہل سنت کے جلسہ کی صدارت حضرت تاج الفحول کی تحریک پر جناب حضور شاہ امین احمد صاحب نے کی اس موقع پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے عربی قصیدۂ دالیہ ''آمال الابرار'' منظوم فرمایا جو قاضی صاحب کی طرف سے پیش ہوا۔ اس میں حضور سجادہ نشیں بہار شریف کی شان میں یہ شعر گزارے۔

بَقِیَّۃُ الاَوْلِیَاءِ اَمِیْنُ اَحْمَدْ
اَمِیْنٌ ، اَحْمَدْ ، اَمْنٌ ، حَمُوْدٌ

شَمَائِلُہٗ تُذَکِّرُنَا الصَّحَابَہ
سَحَائِبُہٗ عَلٰی کُلٍّ یَجُوْدٌ(۹)

ترجمہ: (اولیاء کے بقیہ شاہ امین احمد صاحب، امانت دار، خوب حمد کرنے والے، سراپا امن، ستودہ صفات، ان کو خصلتیں، ہمیں صحابہ کی یاد دلاتی ہیں۔ ان کے بادل سب پر فیضان کی بارش کرتے ہیں)

اجلاس پٹنہ کے بعد مجلس علماء اہل سنت کا دوسرا بڑا اجلاس کلکتہ میں ہوا۔ شعبان ۱۳۱۹ء حاجی لعل محمد خاں صاحب نے قاضی عبدالوحید صاحب کو خط بھیجوایا کہ ۲۲ تا ۲۵ رشعبان کلکتہ میں ندوہ کا جلسہ ہے۔ اپنا بھی اجلاس ہونا چاہیے یہ سنکر قاضی صاحب فوراً کلکتہ تشریف لے گئے اور احباب اہل سنت کے باہمی مشوروں سے ایک جلسہ کا اعلان کر دیا۔ ۲۱، ۲۲، ۲۳ رشعبان ۱۳۱۹ھ اس کے شاندار اجلاس ہوئے جس میں امام احمد رضا کی بھی شرکت بابرکت ہوئی۔ اس کی مکمل روداد بنام ''دربار سراپا رحمت ۱۳۱۹ھ'' شائع ہوئی جس کے صفحہ ۱۴ پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی تشریف ارزانی کا تفصیلی بیان ہے۔(۱۰)

اعلیٰ حضرت کی پٹنہ میں دوسری بار آمد:۔

اجلاس کلکتہ کے بعد قاضی صاحب کی دعوت پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ، دوسری بار پٹنہ تشریف لائے۔ آپ قاضی صاحب کے مہمان ہوئے۔ علماء و مشائخ اور رؤسائے شہر نے آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر ماہنامہ ''تحفۂ حنفیہ'' کے کاتب منشی علی حسین صاحب نے آپ کی شان میں ۲۷ راشعار پر مشتمل ایک قصیدہ پیش کیا۔ جس کا مطلع حسب ذیل ہے۔

یہ سماں بیشک رہے گا مدتوں تک یادگار
اب کے پٹنے میں نئی صورت سے آئی ہے بہار(۱۱)

اس سفر میں حضرت قاضی صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دامن کرم سے وابستہ کرایا۔ یہاں پر اس اس واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ قاضی صاحب کے خسر محترم شاہ لطیف الرحمٰن کا کوی ایک تھال خوان پوش میں نذر لائے۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا میں نے قبول کیا، لے جایئے۔ شاہ صاحب نے عرض کیا، حضور ساٹھ روپے بھی ہیں، اعلیٰ حضرت نے فرمایا ''ساٹھ روپے کیا، ساٹھ ہزار بھی ہوں تو فقیر اپنے مولا تعالیٰ کے جودوکرم سے بے نیاز ہے''۔

اس دوسرے موقعہ پر اعلیٰ حضرت کا قیام مدرسہ حنفیہ بخشیہ محلہ پٹنہ میں رہا۔ آپ نے مدرسہ کی عالی شان عمارت کو دیکھ کر درج ذیل قطعہ تاریخ ارشاد فرمایا۔

یَا طَالِباً حُسنَ المَآبِ	أبشر فذا نَھجُ الصَّوابِ
عبد الو حیدُ بُنٰی ھُنٰا	بیتاً لِدَرسِ مُستَطَابِ
بِالزُّمَرِ تَدْعُوالْبَیِّنَاتِ	جِئی عِندَہٗ عِلمِ الْکِتَابِ (۱۲)

ترجمہ (اے حسن مقصود کے طالب خوش ہو کہ یہ طریق صواب ہے۔ عبدالوحید نے درس مستطاب کے لئے یہاں گھر بنایا ہے۔ بینات زبر کو بلا رہے ہیں کہ آؤ ان کے پاس امّ الکتاب ہے)

یہی وہ وقت تھا جب اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت قاضی صاحب کو ''ندوہ شکن''، ''ندوی فگن'' کے خطاب سے یاد فرمایا ہے۔

''جب فقیر نے سرگرم حامیان دین کے خطاب تجویز کئے

ہیں --- مولوی قا
شکن، ندوی فگن ۔
یہ کم لوگوں کو
جس پر علمائے عرب و عجم
بڑے بڑے القابات ۔
''المستند'' کا
حجۃ الاسلام مولانا حامد
یہ کہ ''المعتمد
فضل رسول بدایونی کی
حواشی کا مجموعہ ہے۔
فی ... المعتمد
توجہ ... طبع
...
عبدالوحید الح
ایدالله وایدہ
ھذ العبد الضع
المنیف-علقت
ترجمہ: اس کتاب کی
ہوتی جسے اللہ تعالیٰ ۔
اور توفیق دی بلکہ نیک
راست پر شدت آئی
لئے ساز و سامان مہ
فتن، مولانا قاضی عبد

*(صدر شعبہ

وردوسائے شہر نے آپ کا
تحفہ حنفیہ" کے کاتب منشی
۲۷/ اشعار پر مشتمل ایک
ہے
ں تک یادگار
ئی ہے بہار (۱۱)
ب نے اپنی اہلیہ محترمہ کو
وابستہ کرایا۔ یہاں پر
اضی صاحب کے خسر
ن پوش میں نذر لائے
مایا میں نے قبول کیا،
ساٹھ روپے بھی ہیں،
ہزار بھی ہوں تو فقیر
ے
، کا قیام مدرسہ حنفیہ
شان عمارت کو دیکھ کر

ا نَهجُ الصَّوابِ
سِ مُستَطَابِ
عِلمِ الكِتَابِ (۱۲)
، یہ طریق صواب
ں گھر بنایا ہے۔ بینا
ہے)
نے حضرت قاضی
یاد فرمایا ہے۔
، تجویز کئے

ہیں --- مولوی قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی کو ندوہ شکن، ندوی فگن سے تعبیر کیا" (۱۳)

یہ کم لوگوں کو معلوم ہے کہ "حسام الحرمین" جس پر علمائے عرب وعجم نے تصدیقات لکھیں اور امام احمد رضا کو بڑے بڑے القابات سے نوازا، وہ درحقیقت "المعتمد المستند" کا ایک حصہ ہے جسے امام احمد رضا کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا نے علماء عرب کے سامنے پیش کیا تھا اور یہ کہ "المعتمد المستند" حضرت السیف المسلول علامہ فضل رسول بدایونی کی کتاب "المعتقد" پر امام احمد رضا کے حواشی کا مجموعہ ہے، جس کا باعث و محرک مولانا قاضی عبدالوحید فردوسی ہی ہیں۔ المعتمد کے خطبے میں امام احمد رضا نے فرمایا ہے:

تَوَجَّهَ إلىٰ طَبعِهِ مَن تَوَجَّهُ اللّٰه تعالىٰ بِتِيجَانِ الخَيرَاتِ وَجَعَلَهُ مُوَفَّقاً بَلْ وَقْفاً مُوْقُوفاً علىٰ فَعَالِ المُبَرَّاتِ فَكُلَّما عَادَ عَلىٰ السَّدادِ شِدَّةً اَمَدَّ وَ اَعَدَّ لِسَدِّهَا عِدَّةً وَهُوَ الوَحِيدُ الفَرِيدُ جَامِي السُّنَنِ مَاحِي الفِتَنِ مولانا القاضي عُبدُالوَحِيدُ الحَنَفِي الفِرْدَوْسِي العَظِيمِ آبادِي اَيَّدَاللّٰهُ وَاَيَّدَهُ بِالاَيَادِي وَجَعَلَ تَصْحِيحَهُ إلىٰ هٰذ العَبدِ الضَّعِيف فَلَمْ يَسعِن اِلاَّ امتِثَالِ اَمرِه المُنِيفِ- عَلَّقتُ حُرُوفا وَما عَلَّقتُ الاَّ يَسِيرًا (۱۴)

ترجمہ: اس کتاب کی طباعت کی طرف اس شخص کی طبیعت مائل ہوتی جسے اللہ تعالیٰ نے خیرات کی بلندیوں کی طرف متوجہ فرمادیا اور توفیق دی بلکہ نیک کاموں پر اسے موقوف فرمایا جب کبھی بھی راہ راست پر شدت آئی انہوں نے مدد کی اور اس کے سدِّ باب کے لئے ساز و سامان مہیا کیا۔ وہ ہیں یگانہ، یکتا، حامی سنن، ماحی فتن، مولانا قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی عظیم آبادی، اللہ انہیں ہمیشہ رکھے اور اپنے دست قدرت اور نعمتوں سے ان کی مدد فرمائے۔ انہوں نے جب اس کی تصحیح کا کام اس عبدِ ضعیف کے ذمے کیا تو میرے لئے ان کا حکم عالی ماننے کے سوا چارہ نہ رہا اور میں نے اس پر کچھ تعلیقات لکھے)

قاضی صاحب کی طبیعت میں ریاست کے باوجود حد درجہ سادگی اور تواضع تھی۔ اخلاق، محبت، اخوت، فیاضی اور خداترسی ان کی شخصیت کے اہم اوصاف تھے۔ قاضی عبدالودود لکھتے ہیں:

"میرے دادا نے کئی آدمیوں کو سودی قرض دے رکھا تھا ان کی موت کے بعد انہوں (قاضی عبدالوحید) نے سود کے ہزاروں روپے معاف کردئے۔ وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور ان کے بہت روپے دوسروں پر صرف ہوا کرتے تھے --- خدا پر انہیں بڑا بھروسہ تھا۔ میرے حقیقی ماموں طاعون میں مبتلا ہو گئے مجھے ان کے پاس جانے سے بالکل نہ روکا وہ تو میرے ماموں تھے۔ میرے معلم کا ایک بھانجہ اسی مرض کا شکار ہوگیا۔ اس کے پاس جانے کی بھی ممانعت نہ تھی۔ دونوں اسی مرض میں مرگئے" (۱۵)

قاضی صاحب کی علالت و سفر آخرت
اور اعلیٰ حضرت کی تیسری بار آمد:-

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو جب قاضی صاحب کی شدید علالت کی اطلاع ملی تو تو آپ عازم پٹنہ ہوئے۔ ۱۸/ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو آپ کا ورود مسعود ہوا فوراً قاضی صاحب کے پاس پہنچ کر ان کے مزاج پرسی کی۔ دیر تک ان کے پاس رہے یہاں تک کہ وقت موعود آپہنچا۔ ۱۹/ ربیع الاول شب چہار شنبہ کو دو بجے قاضی صاحب نے کمال فرح و سرور کی حالت میں قفس عنصری کو چھوڑا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی نے جنازہ کا آنکھوں

* (صدر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی)

دیکھ حال بڑی تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ان کے مطابق حضرت محدث سورتی نے قاضی صاحب کو غسل دیا اور اعلیٰ حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی۔قبر خاص میں یہ دونو حضرات اترے۔اس حقیر (مولانا ضیاء الدین) اور شاہ بغدادی نے جنازہ چارپائی پر سے اٹھا کر ان دونوں صاحبوں کو دیا قبر میں رکھنے کے بعد امام احمد رضا نے مرحوم کے چہرے سے پردہ ہٹا کر فرمایا کہ ''حضرات دیکھئے ، دین کی سچی مدد کرنیوالوں کی بعد وفات حالت، حیات سے بھی بڑھ کر پاکیزہ ہوجاتی ہے''(۱۶)

یکجی درگاہ موضع جمٹھلی شریف ضلع پٹنہ میں حضرت شیخ شہاب الدین عرف پیر جگ جوت کے مزار کی داہنی جانب مدفون ہوئے یہ جگہ پٹنہ شہر سے پانچ میل پورب میں واقع ہے۔مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی کے مطابق ہمراہ جنازہ جاتے ہوئے امام احمد رضا کو دو تاریخیں القاء ہوئیں آپ نے ان سے اور مولانا ظفر الدین بہاری سے مادوں کے استخراج کی نسبت ارشاد فرمایا، جب جمع کئے گئے تو پورے اترے۔

پہلی تاریخ:-

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ اَنْتَ الْکَرِیْمْ
اَکْرِمِ الْقَاضِی عَبْدَالْوَحِیْد
قَالَ الرِّضَا فِی الدُّعَا ارْحَمْہُ،
ارْحَمِ الْقَاضِی عَبْدَالْوَحِیْد

۱۳۲۶ھ (۱۷)

دوسری تاریخ:-

وَهَبَ الْمُتَّقُوْنَ مِنْ جَنَّاتٍ وَّعُیُوْن ۱۳۲۶ھ

اعلیٰ حضرت کے اس سفر کی تصدیق قاضی عبدالودود کی خودنوشت سے بھی ہوتی ہے۔وہ لکھتے ہیں:

''قاضی عبدالوحید کی وفات ۱۹؍ربیع الاول ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ان کے مرض الموت میں بریلوی صاحب ہمارے یہاں آئے تھے اور ان کے چہارم کے بعد واپس گئے تھے''(۱۸)

حوالہ جات

(۱) مقالات قاضی عبدالودود مرتبہ پروفیسر کلیم الدین احمد زیرعنوان ''میں کون ہوں، میں کیاں ہوں'' صفحہ ۱۔
(۲) مقالات قاضی عبدالودود مرتبہ پروفیسر کلیم الدین احمد زیرعنوان ''میں کون ہوں، میں کیاں ہوں'' صفحہ ۳۔
(۳) مقالات قاضی عبدالودود مرتبہ پروفیسر کلیم الدین احمد زیرعنوان ''میں کون ہوں، میں کیاں ہوں'' صفحہ ۱-۲۔
(۴) سوالات حق نما بردس ندوۃ العلماء ۱۳۰۲ھ۔
(۵) ''مکتوبات علماء وکلام اہل صفا'' مرتبہ مولانا سید عبدالکریم بریلوی
(۶) فک فتنہ از بہار و پٹنہ، مرتبہ حکیم مومن سجاد چشتی (۱۳۱۴ھ)
(۷) بحوالہ روداد مدرسہ ۱۳۲۰ھ از قاضی عبدالوحید عظیم آبادی۔
(۸) بحوالہ ''دربار حق وہدایت'' ۱۳۱۸ھ روداد مجلس علمائے اہل سنت اجلاس پٹنہ۔
(۹) بحوالہ ''دربار حق وہدایت'' ۱۳۱۸ھ روداد مجلس علمائے اہل سنت اجلاس پٹنہ۔
(۱۰) دربار سراپا رحمت ''روداد اجلاس کلکتہ'' ۱۳۱۹ھ صفحہ ۱۴۔
(۱۱) مطبوعہ تحفہ حنفیہ جلد ۵ پرچہ بارہ (۱۲) ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ صفحہ ۲۹.۳۰
(۱۲) روداد اجلاس دوئم مدرسہ حنفیہ۔
(۱۳) فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۳۶۶۔
(۱۴) خطبہ ''المعتمد المستند''
(۱۵) میں کون ہوں میں کیا ہوں، از قاضی عبدالودود صفحہ ۳
(۱۶) تحفہ حنفیہ
(۱۷) تحفہ حنفیہ۔
(۱۸) ''میں کون ہوں میں کیا ہوں'' از قاضی عبدالودود صفحہ ۴۔

(پانچویں قسط)

دیوان الشعراء عرب معاشرہ میں شعراء کو بڑی اہمیت حاصل تھی وہ ہمارے ہاں کی طرح جنس کاسد نہیں تھے بلکہ ان کا اثر اقتدار پوری قوم پر اس قدر شدید ہوا کرتا تھا کہ کسی شاعر کا ایک شعر قوموں کے درمیان امن و جنگ کے فیصلے کر دیا کرتا تھا شاعر پوری قوم کی زبان سمجھے جاتے تھے شاید آج کی دنیا میں پریس کو بھی وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو عرب معاشرہ شعراء کو حاصل تھی اس کا کچھ اندازہ آپ کرنا چاہیں تو مولانا حالی کے مقدمہ شعر و شاعری میں وہ واقعات و کوائف پڑھئے جو انھوں نے شعر کی تاثیر کے سلسلہ میں عرب کے شعراء کے متعلق بیان فرمائے ہیں اس دور میں عوام اور پبلک پر حکومت و مملکت کا اثر قائم رکھنے کے لیے شعراء کی خدمت انتہائی ضروری سمجھی جاتی تھی ۔ جیسا کہ آج کل پریس کا تعاون ضروری سمجھا جاتا ہے ۔ آج کی دنیا میں شاعروں کا مقام پریس نے چھین لیا ہے لیکن پھر بھی شعر اور شعراء کی اپنی کچھ نہ کچھ اہمیت آج بھی باقی ہے اور ہر متمدن حکومت شعراء کے تعاون کیلئے کوشاں رہتی ہے اور وقتاً فوقتاً حسن کارکردگی کے نام سے صدارتی ایوارڈ دیا جاتا ہے ۔

بہر حال عرب معاشرہ کے ان حالات میں شعراء کے تعاون کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی شعراء تھے جو دیگر مشرک اور کافر شعراء کے اعتراضات کے جوابات دیتے تھے ۔ ان کے اعتراضات زیادہ تر اسلام پر ہوتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء میں سے تین نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

۱) حضرت کعب ابن مالک ابی کعب بن یقین ابو عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ۔ آپ عرب کے مشہور شعراء میں سے ہیں بیعت عقبہ میں حاضر تھے اور وہیں آپ سے بیعت کی تھی

۲) حضرت عبداللہ بن رواحہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ یہ بھی عرب کے مشہور شعراء میں سے تھے اور سابقین اولین میں سے شمار کئے جاتے ہیں بیعت عقبہ میں شریک تھے بلکہ وہ اپنے خاندان کے نقیب (نمائندہ) بن کر گئے تھے

۳) حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ۔ آپ جاہلیت اور اسلام دونوں دور کے مشہور

* (صدر شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی)

شعراء میں سے ہیں شعراء مشرکین سے ان کے شعری مناظر بہت مشہور ہیں بنو تمیم نے جب اپنے شاعر اقرع ابن حابس کو مفاخرت کے لیے کھڑا کیا اور بنو تمیم نے پکارا کہ "اے محمد ہمارے سامنے نکل کر آؤ تو ہم مفاخرت میں آپ سے ذرا مقابلہ کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقابلہ کے لیے حضرت حسان ہی کو اشارہ فرمایا تھا اور انھوں نے کھڑے ہو کر ان کا منہ توڑ جواب دیا تھا۔ (۱۸)

۲۰) ذرائع آمدنی زکواۃ اور صدقات کی فراہی باقاعدہ کی جاتی تھی اور اس کے ایک جگہ جمع کیا جاتا تھا تاکہ غریب لوگ اپنے امیر بھائیوں کی دولت سے کچھ حصہ حاصل کر سکیں اور یہ ادارہ آپ کے مبارک عہد میں قائم ہو گیا تھا آپ کے عہد میں آمدنی کے ذرائع یہ تھے۔

الف) فی ۔یعنی مقبوضہ زمین کا لگان

ب) جزیہ وہ ٹیکس ہے جو اہل کتاب (یہودی و نصاریٰ) پر فوجی خدمت کے معاوضہ میں عائد کیا جاتا تھا مشرکین سے نہیں۔

ج) جو علاقہ صلاح کے ذریعہ اسلام کے قبضہ میں آئے وہاں کی زمین کا لگان خراج کہلاتا ہے۔یا ان علاقوں کی زمین کا لگان جو حاصل تو جنگ کے بعد ہوئی ہو۔لیکن بدستور وہاں کے باشندوں کے قبضہ میں رہنے دی گئی ہو۔

د) عشر۔اس زمین کی زکواۃ جس کے مالک مسلمان ہو گئے تھے یا وہ زمین جو فتح کے بعد غازیوں میں تقسیم کر دی گئی تھی عشر کہلاتا ہے

ہ) انفال۔لڑائی میں جو مال غنیمت ہاتھ آئے انفال کہلاتا ہے۔

و) زکواۃ۔نقدی اور مال مویشی وغیرہ پر مقررہ نصاب کے مطابق عائدہ شدہ بنیادی ٹیکس۔

ح) صدقات۔خدا کی راہ میں خرچ کرنا۔

۲۱) افسروں کا انتخاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ گورنروں اور افسران مال کا تقرر کرتے وقت ان کی ذاتی قابلیت، دین داری اور علم و فضل کا خاص خیال رکھتے تھے آپ ہمیشہ ایسے لوگوں کو مقرر کرتے جو عربوں میں عزت اور احترام کی نظروں سے دیکھے جائیں جنھیں ہر دلعزیزی حاصل ہو اور جو اپنے فرائض کا باحسن وجوہ انجام دے سکیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے افسران مال اور صوبائی حکام کے بارے میں حالات دریافت کرتے رہتے تھے، غیر موزوں اور غیر اہل افسروں اور عاملوں کو معزول بھی فرما دیتے تھے۔اک دفعہ بحرین سے قبیلہ عبدالقیس کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔وفد

نے وہاں کے عامل علاء بن حضرمی کی شکایت کی آپ نے انھیں معزول کر کے ابان بن سعید کو بحرین کا عامل نامزد کردیا اور حکم دیا کہ قبیلہ عبدالقیس سے اچھا سلوک کیا جائے اور اس کے سرداروں کا احترام ملحوظ رکھا جائے ۔

۲۲) حساب کی پڑتال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ افسران مال سے حساب کے بارے میں آمد و خرچ کی پوری تفصیل کی پڑتال فرمایا کرتے تھے ۔ اک دفعہ آپ نے ایک شخص کو صدقات کی وصولی کے لیے مقرر فرمایا ، جب وہ شخص عرض کرنے لگا کہ یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے بطور ہدیہ ملا ہے تو یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ کتنی عجیب بات ہے کہ ہم اک شخص کو مال افسر بنا کر بھیجتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کیئے ہوئے علاقوں میں صدقات کی فراہی کرے اور وہ شخص آکر یہ کہتا ہے کہ یہ مال ہمارا ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ ملا ہے ، مزہ تو جب تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کے پاس بیٹھا رہتا اور پھر یہ دکھتا کہ یہ مال اسے بطور ہدیہ ملتا ہے یا نہیں ؟ پھر آپ نے فرمایا ہم جس شخص کو عامل یا گورنر بنا کر کسی علاقے میں بھیجتے ہیں اور ان کی تنخواہ مقرر کردیتے ہیں تو اس کے بعد اگر وہ کوئی چیز بھی لیتا ہے تو خیانت کرتا ہے ۔(۱۹)

۲۳) تنخواہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا والی مقرر کیا اور اک درہم روزانہ ان کی تنخواہ مقرر کی بعض افسروں کی تنخواہیں جنس میں ادا ہوتی تھیں بعض والیوں اور عاملوں کے لیے جاگیروں کی آمدنی کا حصہ مقرر کردیا گیا تھا ۔

۲۴) وفود کی آمد اور جائے قیام ایک دفعہ میں عرب قبائل کے بہت سے وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے مدینہ پہونچے آپ ہر وفد سے ان کی قبائلی زبانوں میں گفتگو فرماتے جس طرح ہمارے ہاں مختلف الفاظ مروج ہیں ۔ اسی طرح عرب قبائل میں بھی مخصوص الفاظ رائج تھے آپ ہر قبیلے سے ان کی بولی میں گفتگو فرماتے تھے ۔ حضرت علیؓ سن کر حیران ہوگئے اور عرض کرنے لگے " یا رسول اللہ " ہم اک ہی باپ دادا کی اولاد ہیں ، میں دیکھتا ہوں کہ آپ عربوں کے وفود سے ایسے الفاظ سے گفتگو فرماتے ہیں جو ہم نہیں سمجھتے آپ نے فرمایا " میرے رب نے مجھے خوب ہی تعلیم و تربیت دی ہے ۔ جب نجران کے عیسائیوں کا وفد حاضر ہوا تو آپؐ نے انھیں اجازت دی کہ مسجد میں اپنے طریقے کی عبادت کرلیں اور یہاں قیام کرسکتے ہیں ۔

۲۵) مالی نظام عہد نبوی میں مال و دولت جمع کرنے کے لیے کوئی بیت المال نہ تھا جب بھی مال

اور روپیہ آیا تو آپ اپنے گھر اور صحابہ کرام کے گھروں میں بحافظت رکھ دیتے مال مویشی یعنی اونٹ گھوڑے خچر وغیرہ تو جس دن آتے اسی دن تقسیم کر دیئے جاتے تھے ۔ شادی شدہ لوگوں کو غیر شادی شدہ لوگوں کی نسبت دوچند حصہ ملتا تھا مسلمانوں کے ایثار کا یہ حال تھا کہ جب کسی کو ضرورت نہ ہوتی تو لینے سے انکار کر دیتے اور ضرورت مند مسلمان کے گھر کا پتہ دے دیتے ، کے وہاں لے جاؤ ۔

۲۶) محکمہ مردم شماری ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کی مردم شماری کی جائے اک رجسٹر بنایا گیا اور اس میں پندرہ سو مردوں کے نام درج کئے گئے ۔

مختصر خاکے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عمل سے ساری قوم کو ایسا باضابطہ نظام مختلف عہدیداروں اور افسروں کی فہرست مذکور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک نہایت عمدہ قابل رشک نظام حکومت کی بنیاد رکھی عہدوں اور محکموں کی تقسیم تو اک اچھے خاصے سکریٹریٹ کا پتہ دیتی ہے ۔ اگر ان تمام شعبوں کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ایک مکمل دینی جمہوری سلطنت نظر آتی ہے جس میں عصر حاضر کے تمام محکمے اور وزارتیں موجود ہیں مختصر یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت تھوڑی مدت میں جزیرہ عرب کی حالت یکسر بدل ڈالی عربوں کو اور پھر ان کے ذریعہ تمام دنیا کو اک نیا معاشرہ نئی تہذیب ، نئے عقائد ، نئے انداز حکومت اور نئے اصول زندگی عطا کئے ۔

جہاں تک محکمہ پولیس یعنی "شرطہ" کا تعلق ہے اس کے سلسلہ میں کتب سیرۃ میں موجود مندرجہ ذیل واقعہ درج کرنا کافی ہوگا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوام کے دل و دماغ کی جس نہج پر تربیت فرمائی تھی اور ان کے ذہن و فکر کو جن روشن راہوں سے روشناس فرمایا تھا ، ان کا اقتضا یہ تھا کہ اس معاشرہ میں پولیس کے محکمہ کی ضرورت ہی باقی نہ رہے اور حقیقت یہی ہے کہ انسان کو جرائم سے روکنے کے لیے جس قدر خود اس کے اپنے ضمیر کی آواز موثر اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے پولیس اور سی ۔ آئی ڈی کے محکمے اتنے کارآمد اور مفید ثابت نہیں ہو سکتے ۔ آج ہر ملک میں کثیر پولیس فورس کے باوجود جرائم کی رفتار میں کوئی کمی واقعہ نہیں ہوتی ۔

آپ نے اپنے دور میں پولیس کا محکمہ بھی قائم فرمایا تھا ، آپؐ کے عہد میں پولیس کے محکمہ کو "شرطہ" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور حضرت قیس ابن سعد بن عبادہ انصاری الشرطہ (کوتوال شہر) کے نام سے یاد کیے گئے ہیں

(اٹھارھویں قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاھت رسول قادری

ایئرپورٹ پہنچتے پہنچتے ہمیں دن کے دو بج گئے اور اس دوران متعلقہ افسر چلا گیا، وہاں ہمیں اطلاع دی گئی کہ ۱۲ بجے دن تک کارگو مال کی وصولیابی کی ضروری کاغذی کاروائی کے لئے پہنچ جانا چاہیے ورنہ متعلقہ افسر چھٹی کر جاتا ہے۔ ہمیں بڑی ذہنی کوفت ہوئی کہ ہمیں آئے ہوئے ایک ہفتہ سے زیادہ گزر گیا اور ابھی تک ہم کامیابی حاصل نہ کر سکے اور حازم صاحب کی بھی دوڑ دھوپ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ راقم اور مولانا ممتاز احمد سدیدی ہوٹل آ گئے۔ وہ یہاں سے اپنے ہوسٹل چلے گئے۔ آج بعد نماز مغرب سفارہ پاکستان کے ''مستشار التعلیم'' (سکریٹری تعلیم) کے دفتر کے ایک افسر جناب ظفر الحق صاحب نے ہمیں رات کھانے پر مدعو کیا تھا۔ چنانچہ ہماری راہنمائی کے لئے ہمارے دورۂ قاھرہ کے ''مرشد ابو غاز'' (Pilot) مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری اور قاری فیاض الحسن ہوٹل تشریف لے آئے۔ میٹرو (زیرزمین ٹرین) کے ذریعہ ہم نے سفر کیا، باہر نکل کر بہت جلد پیدل ہی ہم جناب ظفر الحق صاحب کے فلیٹ پر پہنچ گئے جو قاھرہ کے امیر ترین علاقہ میں واقع ہے۔ سفارہ پاکستان کا دفتر بھی قریب ہے۔ سفارہ کا زیادہ تر عملہ بھی اسی علاقہ میں رہائش پذیر ہے۔ فلیٹ پہنچنے پر ظفر الحق صاحب اور ان کے صاحبزادگان نے استقبال کیا، دعوت بھی خاصی پر تکلف تھی جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ہم لوگوں کے علاوہ پاکستانی سفارۃ کے مندرجہ ذیل حضرات بھی شریک دعوت تھے:

- جناب حق نواز صاحب — ویزا سیکشن
- جناب انیس صاحب — پریس/تعلقات عامہ سیکشن
- جناب خالد صاحب — ویزا سیکشن
- جناب ایوب صاحب — طلباء سیکشن
- جناب حفیظ عباسی صاحب — الیکٹریشن

دوران دعوت مذہبی و سیاسی امور اور مصر اور اہل مصر کے حالات پر بے تکلفانہ گفتگو ہوئی۔ جناب انیس صاحب نے جمعیت علماء اسلام (فضل گروپ) کے سربراہ مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا ایک واقعہ سنا کر سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ انہوں نے بتایا کہ جن دنوں بے نظیر صاحبہ کی حکومت میں وہ وزارت خارجہ کی امورِ کشمیر کمیٹی کے رکن تھے اس دوران وہ اکثر اسلامی ممالک کے دورے کرتے تھے اور قاھرہ بھی آتے تھے۔ ایک بار انیس صاحب ان کے پروٹوکول افسر کی حیثیت سے ان کو متحف فرعونی (فرعونی عجائب گھر) کی سیر کرانے لے گئے، مولوی فضل الرحمٰن صاحب عجائب گھر میں فرعونی دور کے ایک لکڑی کے گھوڑے کو دیکھ کر بچوں کی طرح مچل گئے کہ میں اس گھوڑے پر بیٹھ کر فوٹو کھینچواؤں گا۔ انیس صاحب اور دیگر ساتھیوں نے ہر چندان کو سمجھانے کی کوشش کی کہ حضرت یہ آپ کی شان اور پھر عجائب گھر کے آداب کے بھی خلاف ہے، لیکن مولوی صاحب نہ مانے اور زبردستی اس پر بیٹھ گئے اور فوٹو گرافر سے فوٹو بنانے کو کہا، ابھی وہ آرام سے بیٹھ بھی نہ پائے تھے کہ لکڑی کا گھوڑا جو شاید دیمک زدہ تھا، دھڑام سے نیچے آ رہا ہے، مولوی صاحب بہت خفیف ہوئے اور ارد گرد کے لوگ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

گر ہمیں مکتب وہیں ملاست
کار طفلاں تمام خواھد شد

مجلس طعام، علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ ہم لوگ تقریباً سوا بارہ بجے رات اپنے ہوٹل پہنچے۔

۱۶ ستمبر کی صبح گیارہ بجے کے قریب شیخ حازم صاحب ہوٹل تشریف لائے۔ انہوں نے راقم سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ نے گولڈ مڈل ایوارڈ کی تقریب کے مجلہ ''الکتاب التذکاری - مولانا احمد رضا خاں'' کے اردو حصہ کا پیش لفظ لکھ لیا ہو تو دے دیں، راقم نے کہا کہ لکھ تو لیا ہے لیکن اب اس کی کتابت کون کرے؟ حازم صاحب نے فرمایا کہ یہاں اردو کتابت تو نہیں ہو سکے گی اور نہ کمپوزنگ کا انتظام ہے تو اسے خوشخط لکھ کر دیدیں۔ پھر یہ طے پایا کہ جب تک راقم شیخ حازم صاحب کے ساتھ ''قریۃ البضاء'' (ایئرپورٹ کارگو آفس) سے کراچی سے فرستادہ کتابوں کا کارٹن وگذار کرا کر آئے حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی تحریر خوشخط ہے وہ اسے نقل فرمادیں۔ ایئرپورٹ سے واپسی پر ہمیں شام ہوگئی لیکن افسوس یہ رہا کہ آج بھی کارگو کلیر نہ ہو سکا۔ چونکہ ساری گفتگو شیخ حازم سے وہاں کے عملہ سے خود فرماتے تھے اس لئے راقم کو اندازہ نہیں ہو سکا کہ جب یہ کارگو ہمارے ساتھ الامارات کی فلائٹ پر ہمارے پاسپورٹ نمبر کے ساتھ آیا ہے پھر راقم کو یا شیخ حازم صاحب کو اسے دینے میں عملہ کو کیا اعتراض ہے۔ راقم کے لئے مقامی (مصری) عربی سمجھنے کا بھی بیچ میں معاملہ تھا۔ اگر راقم انگریزی بولتا تو ان کی سمجھ میں بات نہیں آ رہی تھی۔ فقیر سخت

مال مویشی یعنی اونٹ
دگوں کو غیر شادی شدہ
د ضرورت نہ ہوتی تو لینے
-
دیا کہ مسلمانوں کی
گئے۔
لی اللہ علیہ وسلم کے
ت مذکور پر نظر ڈالنے
عہدوں اور محکموں
ر مطالعہ کیا جائے تو
موجود ہیں مختصر یہ
کی حالت یکسر بدل
، نئے انداز حکومت
ۃ میں موجود مندرجہ
مائی تھی اور ان کے
ں پولیس کے محکمہ
ں قدر خود اس کے
تنے کارآمد اور مفید
وئی کمی واقعہ نہیں
ے محکمہ کو "شرطہ"
ہر) کے نام سے یاد

اضطرابی کیفیت میں مبتلاء تھا کہ کثیر رقم خرچ کر کے ایئر کارگو سے کتب لائی گئیں اگر یہ ہمارے یہاں قیام کے دوران نہ وا گذار نہ ہوئیں تو جامعہ ازہر اور دیگر لائبریریوں اور شخصیات کو کتب پیش کرنے کا مقصد حاصل نہ ہوگا اور ہمارے بعد نہ معلوم ان کتب کا کیا حشر ہو۔ بہر حال ہوٹل واپسی پر علامہ شرف قادری صاحب کے ہاتھ کا نقل شدہ پیش لفظ شیخ حازم صاحب کو دیدیا گیا۔ انہوں نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کی یاد دہانی پر فرمایا کہ ان کے پاس علامہ صاحب کی فرستادہ فتاویٰ رضویہ کی گیارہ جلدیں ہیں جو اگر وہ چاہیں تو جامعہ ازھر یا جامعہ عین شمس کی متعلقہ فیکلٹی کی لائبریری پر ھدیۃً دی جاسکتی ہیں جب کارگو سے کتب مل جائیں گی تو مزید کتابیں لائبریریوں میں رکھوادیں گے۔ اس وقت علامہ صاحب کے ایک شاگرد مولانا شہباز قادری (جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) جو دوپہر کا کھانا لیکر آئے تھے، موجود تھے شیخ حازم صاحب ان کو اپنے ساتھ گھر لے گئے وہ رات گئے فتاویٰ کی ۱۱ر مجلدات لے کر واپس آئے۔ (باقی آئندہ)

عصر کے وقت جامعہ ازھر کے طالب علم جناب محمد احمد مغل صاحب ہم سے ملنے آئے۔ رات آٹھ بجے ریڈیو قاھرہ کی اردو سروس کے جناب احمد حسین اجمیری صاحب کا فون آیا کہ وہ کل آٹھ بجے ہم دونوں سے ملاقات اور انٹرویو کیلئے آنا چاہتے ہیں جناب احمد حسین اجمیری صاحب کا تعلق کراچی سے ہے۔ کراچی یونیورسٹی سے عربی میں ایم۔اے ہیں ان کے اہل وعیال کراچی میں مقیم ہیں، وہ تقریباً ۲۵ر سال سے ریڈیو قاھرہ کی اردو سروس سے وابستہ ہیں، ہر سال جولائی میں ۲ر ماہ کیلئے کراچی چھٹیوں میں آتے ہیں۔

پھر ہم لوگ سفارۃ پاکستان کے جناب ایوب صاحب کے فلیٹ پر رات کے کھانے کی دعوت پر گئے۔ ایوب صاحب کا فلیٹ بھی جناب ظفر الحق صاحب کے فلیٹ کے بالکل قریب واقع ہے۔ ساتھ میں دونوں مذکورہ ''مرشد البوغاز'' یعنی مولانا ممتاز احمد سدیدی الازھری اور قاری فیاض الحسن جمیل بھی تھے۔ انیس صاحب کو اللہ جزائے خیر دے انہوں نے بھی بڑی پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ ان کے یہاں مدعودین میں سوائے انیس صاحب کے باقی تمام حضرات وہی تھے جو ظفر الحق صاحب کی دعوت میں تھے۔ رات تقریباً ۱۲ر بجے ہمارے دونوں ''مرشد البوغاز'' نے ہمیں فندق مالکی چھوڑا اور کل یعنی ۱۷ر ستمبر کا یہ پروگرام طے ہوا کہ ہمیں صبح کو دس بجے اسکندریہ زیارات مزارات کے لئے بذریعہ ٹرین روانہ ہونا ہے اور صلوٰۃ الجمعہ ان شاء اللہ حضرت امام شرف الدین بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد میں ادا کرنی ہے۔ اسی دوران ریڈیو قاھرہ اردو سروس کے جناب احمد حسین اجمیری صاحب جب ان کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ کل اسکندریہ جارہے ہیں تو وہ ملاقات کیلئے تشریف لے آئے۔ دروان گفتگو انہوں نے بتایا کہ اب تک برصغیر پاک و ہند کی متعدد علمی، ادبی اور سیاسی شخصیات کا انٹرویو کرچکے ہیں جو ریڈیو قاھرہ کی اردو سروس سے نشر ہوئے۔ وہ بہت خلیق انسان ہیں اور مذاہب و مسالک سے متعلق ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے ان کی ولادت اور ان کا آبائی تعلق اجمیر شریف سے ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ علماء ومشائخ اور اولیائے کرام سے غایت عقیدت رکھتے ہیں۔ ان سے کئی دلچسپ انکشافات بھی ہوئے۔ مثلاً انہوں نے فرمایا کہ وہ برصغیر کے علمائے دیوبند سے بھی ملاقاتیں کرتے اور ان کے انٹرویو لیتے رہتے ہیں۔ اور تقریباً ہر ایک سے خواہ وہ کسی تقریب کے سلسلے میں قاھرہ (مصر) آیا ہو، اپنے یہاں آنے کا مقصد یہاں کے علماء ومشائخ سے ملاقاتیں اور یہاں آسودۂ خاک اولیاء کرام اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مزارات کی زیارت بتایا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اپنے وطن میں یہی حضرات مزارت کی حاضری کو بدعت، شرک اور نہ جانے کیا کیا بتاتے ہیں۔ جناب اجمیری صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ نہ صرف یہ بلکہ وہ یہاں کے مشائخ کی ذکر وفکر اور محافل میلاد مبارک کی مجلسوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب سے وہ قاھرہ میں ہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ (ہندوستان) کے مہتمم مولانا ابوالحسن ندوی کبھی بھی قاھرہ کسی کانفرنس یا جامعہ ازھر شریف کی کسی تقریب میں شریک نہیں ہوئے۔ غالباً حکومت مصر کے نزدیک وہ پسندیدہ شخصیت نہیں تھے۔ حالات حاضرہ کے دیگر مسائل پر دیر تک گفتگو کرنے کے بعد رات گئے وہ ہمارے پاس سے یہ کہہ کر روانہ ہوئے کہ اسکندریہ سے واپسی پر وہ ہم دونوں (راقم اور علامہ شرف قادری صاحب) سے ریڈیو قاھرہ کے لئے انٹرویو لیں گے۔

۱۷ر ستمبر کی صبح دس بجے مولانا ممتاز احمد سدیدی اور قاری فیاض الحسن جمیل صاحب ہمارے ہوٹل تشریف لے آئے ہم ایک ٹیکسی میں قاھرہ کے ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن کی عمارت نہایت شاندار ہے صفائی ستھرائی کا بھی بہت اچھا انتظام ہے۔ پلیٹ فارم چوڑے اور صاف ستھرے ہیں، ہمیں بتایا گیا کہ یہاں کا ریلوے نظام بہت اچھا ہے ٹرینیں وقت پر روانہ ہوتی ہیں ٹکٹ سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہے حکومت فرانس نے ریلوے کا نظام درست کرنے میں بہت مدد دی ہے۔ ایکسپریس گاڑیاں اور ان کے انجن زیادہ تر فرانس سے درآمد کنندہ ہیں جب ہم اسٹیشن پہنچے تو وہاں دو ٹرینیں اسکندریہ جانے کے لئے کھڑی تھیں۔ ایک پسنجر اور ایک ایکسپریس، پسنجر کی سیٹیں پلاسٹک کی تھیں جبکہ ایکسپریس کی سیٹیں، ایئر بس کی طرح آرام دہ تھیں اور اس کی بوگیاں ایئر کنڈیشن تھیں۔ ایکسپریس ۲ر گھنٹہ میں اسکندریہ پہنچاتی ہے، راستہ میں صرف ایک اسٹاپ ہے جبکہ پسنجر ۶/۵ گھنٹہ لیتی ہے۔ ہمیں پسنجر کا ٹکٹ مل رہا تھا لیکن ایکسپریس میں تمام سیٹیں بک ہوچکی تھیں۔ لہذا ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم ٹیکسی سے اسکندریہ جائیں گے ورنہ جمعہ نہ مل سکے گا۔ قاری فیاض الحسن صاحب نے کسی اہم کام یاد آجانے کی وجہ سے جانے سے معذرت کرلی، اسٹیشن سے باہر نکلتے ہی ایک ٹیکسی مل گئی جس میں ہم تینوں (راقم، علامہ شرف قادری صاحب اور ممتاز احمد سدیدی صاحب) بیٹھ گئے ٹیکسی والا ہمیں اور دیگر دو مسافروں کو بٹھا کر کچھ دور لے گیا پھر وہاں سے ہمیں ایک اور بڑی ٹیکسی میں بٹھا دیا وجہ یہ بتائی کہ اس کے پاس اسکندریہ تک لے جانے کا اجازت نامہ نہیں ہے۔

قاھرہ سے اسکندر
اور دوسرا ''طریق صحراوی''۔ ''ط
ہے اور ''طریق صحراوی'' سے
طریق زرائی' سے لے گیا۔
ہے۔ ہم تقریباً ۱۱ر بجے دن میں
اسکندریہ کے بیرونی بس اسٹینڈ
سرسبز شاداب کھیت اور باغات
زرائی'' ہے۔ اسکندریہ کے قر
۴،۳،۴،۴ر یل ایک ساتھ ایا
تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور سے ہم۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی
ان کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھ
جتنے پیسے لینے ہوں لے لے
کے قریب اتار دیا۔ یہ مزار شر
قریب ہی مسجد ہے۔ جب ہم
پہنچتے پہنچتے خطیب صاحب
ہوئے تو جگہ بالکل نہیں تھی،
پر ہم تینوں کو جگہ مل گئی خطیب
انداز میں سید عالم ﷺ کے ف
تھا کہ ان سے ملاقات کی جا
قادری علیہ الرحمۃ تقریباً ۲ر
آتے رہتے تھے۔ وہ دیگر مزا
اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر
بردہ شریف بھی بھرے مجمع میں
مراسم برادرانہ تھے۔ مفتی صا
جمعہ انہی سے پڑھواتے۔ ہم
علیہ الرحمۃ کا سلام پہنچائینگے ا
دعائے مغفرت کے لئے کہ
فارغ ہوئے تو خطیب صا
یہاں بھی دیکھا کہ نماز جمعہ
لوگ حلقہ بنائے ذکر واذکا
کے بینرز بھی لگے ہوئے
حلقہ میں کچھ دیر بیٹھے، یہاں
گیا۔ دعا سے پہلے ہم وہا

ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ
رکھتے ہیں۔ ان سے کئی دلچسپ
وہ برصغیر کے علمائے دیوبند سے
تے ہیں۔ اور تقریباً ہر ایک نے
یا ہوا اپنے یہاں آنے کا مقصد
ودۂ خاک اولیاء کرام اہل بیت
رات کی زیارت بتایا۔ انہوں
میں یہی حضرات مزارت کی
ہیں۔ جناب اجمیری صاحب
ئخ کی ذکر وفکر اور محافل میلاد
نے یہ بھی بتایا کہ جب سے
ہتمم مولانا ابوالحسن ندوی کبھی
تقریب میں شریک نہیں
شخصیت نہیں تھے۔ حالات
رات گئے وہ ہمارے پاس
وہ ہم دونوں (راقم اور علامہ
ویولیس گے۔
حمد سدیدی اور قاری فیاض
م ایک ٹیکسی میں قاہرہ کے
شاندار ہے صفائی ستھرائی کا
ف ستھرے ہیں، ہمیں بتایا
نت پر روانہ ہوتی ہیں ٹکٹ
م درست کرنے میں بہت
وتر فرانس سے درآمد کنندہ
نے کے لئے کھڑی تھیں۔
لی تھیں جبکہ ایکسپریس کی
لیاں ایئرکنڈیشن تھیں۔
رف ایک اسٹاپ ہے جبکہ
ا ایکسپریس میں تمام سیٹیں
سکندریہ جائیں گے ورنہ
ام یاد آجانے کی وجہ سے
ٹیکسی مل گئی جس میں ہم
یدی صاحب) بیٹھ گئے
، گیا پھر وہاں سے ہمیں
پاس اسکندریہ تک لے

جانے کا اجازت نامہ نہیں ہے۔

قاہرہ سے اسکندریہ جانے کے دو راستے ہیں ایک "طریق زراعی" اور دوسرا "طریق صحراوی"۔ "طریق زراعی" سے اسکندریہ کا فاصلہ ۲۱۶ رکلومیٹر ہے اور "طریق صحراوی" سے یہی فاصلہ ۲۲۶ رکلومیٹر ہے۔ ٹیکسی والا ہمیں 'طریق زراعی' سے لے گیا۔ یہ شاہراہ نہایت کشادہ، صاف وشفاف اور دو رویہ ہے۔ ہم تقریباً ۱۱ر بجے دن میں قاہرہ شہر سے باہر نکلے اور تقریباً پونے ایک بجے اسکندریہ کے بیرونی بس اسٹینڈ پر پہنچ گئے۔ "طریق زراعی" کے دونوں طرف سرسبز شاداب کھیت اور باغات نظر آئے غالباً اسی وجہ سے اس شاہرہ کا نام "طریق زراعی" ہے۔ اسکندریہ کے قریب ہمیں فلائی آور پلوں کا ایک جال نظر آیا تقریباً ۳،۳،۴،۴ر پل ایک ساتھ ایک دوسرے کے اوپر سے مختلف سمتوں سے اتر رہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور سے ہم نے درخواست کی کہ ہم سیدنا امام شرف الدین بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے پاکستان سے آئے ہیں اور ہمیں ان کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنی ہے مہربانی فرما کر ہمیں وہاں چھوڑ دے مزید اور جتنے پیسے لینے ہوں لے لے اس نے تقریباً ۲۵ رقرش اور لئے اور ہمیں ان کی مسجد کے قریب اتار دیا۔ یہ مزار شریف ساحل سمندر کے بالکل قریب ہے مزار کے قریب ہی مسجد ہے۔ جب ہم پہنچے تو اذان ثانی شروع ہو چکی تھی اور ہمارے اندر پہنچتے پہنچتے خطیب صاحب نے خطبہ شروع کر دیا تھا۔ ہم جب مسجد میں داخل ہوئے تو جگہ بالکل نہیں تھی، مسجد سے گزر کر طہارت اور وضو کیلئے جانا پڑا۔ واپسی پر ہم تینوں کو جگہ مل گئی خطیب صاحب خطبہ میں بڑی فصیح عربی اور نہایت مدلل انداز میں سید عالم ﷺ کے فضائل بیان فرما رہے تھے۔ صلوٰۃ جمعہ کے بعد خیال تھا کہ ان سے ملاقات کی جائے گی۔ مفتی اعظم سکھر حضرت مولانا محمد حسین رضوی قادری علیہ الرحمۃ تقریباً ۳ ر یا چار سال سے مستقل ہر سال اسکندریہ زیارت کیلئے آتے رہتے تھے۔ وہ دیگر مزارات کے علاوہ سیدنا امام شرف الدین بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دیتے۔ اسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھاتے اور قصیدۂ بردہ شریف بھی بھرے مجمع میں سناتے۔ یہاں کے خطیب صاحب سے ان کے مراسم برادرانہ تھے۔ مفتی صاحب جب یہاں موجود ہوتے تو خطیب صاحب جمعہ انہی سے پڑھواتے۔ ہم نے سوچا تھا کہ ہم خطیب صاحب کو مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کا سلام پہنچائیںگے اور ان کے انتقال کی اطلاع ان کو دیکر اور ان کے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہیں گے لیکن جب ہم بعد نماز جمعہ سنن ونوافل سے فارغ ہوئے تو خطیب صاحب جا چکے تھے۔ ہم نے قاہرہ کی مساجد کی طرح یہاں بھی دیکھا کہ نماز جمعہ کے بعد مسجد کے مختلف گوشوں میں ۲ یا ۳ ر گروپوں میں لوگ حلقہ بنائے ذکر واذکار میں مشغول تھے ان کے مشائخ طریقت کے سلسلہ کے بینرز بھی لگے ہوئے تھے، حمد ونعت بھی پڑھی جارہی تھیں۔ ہم پہلے ایک حلقہ میں کچھ دیر بیٹھے، یہاں عربی میں حمد اور نعت اور پھر سلسلہ طریقت کا شجرہ پڑھا گیا۔ دعا سے پہلے ہم وہاں سے اٹھ کر خطیب مسجد کے منبر کے قریب ایک

دوسرے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ یہاں زیادہ لوگ شریک تھے ان میں بوڑھے بھی تھے جوان بھی بچے اور بچیاں بھی۔ سب کے ہاتھ میں قصیدۂ بردہ شریف کی کتاب تھی۔ ایک صاحب (غالباً صاحب اجازت سلسلۂ طریقت) حلقہ کے درمیان کھڑے ہو کر قصیدۂ بردہ شریف کا ایک شعر پڑھتے پھر سب کتاب میں دیکھ کر اسی طرز اور لہجہ میں دھراتے۔ ایک ایک شعر کئی کئی انداز اور لحن میں پڑھے جارہے تھے۔ عربی لہجہ اور پڑھنے کا پرلطف انداز، بہت ہی کیف وحظ آیا۔ فقیر نے اب تک اس قدر متعدد لہجوں میں قصیدہ بردہ شریف پہلی بار سنا۔ حلقہ کے اندر ایک صاحب بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اس کے اوپر ایک تشت میں ایک موم بتی اور عود دان میں عود جل رہا تھا جس کی خوشبو سے محفل معطر ہو رہی تھی۔ جب حلقہ کے اندر کھڑے ہوئے صاحب چاروں طرف گھوم گھوم کر کے ایک شعر پڑھ لیتے تھے یہ صندوق کے قریب بیٹھے ہوئے صاحب زوردار آواز میں اس کو دھراتے پھر متصل ہی بیٹھے ہوئے ایک اور صاحب ہلکے انداز میں تالی بجاتے ہوئے اس شعر کو دہراتے پھر ساتھ ہی تمام حاضرین محفل اس شعر کو اسی لب لہجہ میں زور زور سے پڑھتے۔ عصر کی اذان تک یہ روح پرور محفل جاری رہی (وہاں عصر کی اذان شافعی مذہب کے مطابق ذرا جلدی ہوتی ہے) ختم قصیدہ پر کھڑے ہو کر حلقہ باندھ کر اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لا الہ الا اللہ کا ذکر ہوا اور بعد میں اسی حالت میں سلام پڑھا گیا۔ اختتام پر ان صاحب نے جو درمیان میں کھڑے ہوئے ذکر واذکار کر رہے تھے تمام حاضرین کو بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر وہ صاحب بھی جہاں صندوق رکھا ہوا تھا وہاں ایک اسٹول پر جا کر بیٹھ گئے۔ پھر فاتحہ ہوئی، انداز تقریباً وہی تھا جو ہمارے یہاں فاتحہ نیاز میں ہوتا ہے۔ یعنی الحمدللہ شریف تینوں قل شریف اور قرآن مجید کی چند دیگر سورتوں اور آیتوں کی تلاوت لیکن جب انہوں نے اپنے سلسلہ (شاذلیہ) کے بزرگوں کو بخشنا شروع کیا تو سید عالم ﷺ سے لیکر ان کے موجودہ وقت کے مرحوم شیخ طریقت کے نام لینے سے پہلے وہ زوردار آواز میں "الفاتحہ إلی" کہہ کر ان بزرگ کا نام لیتے اور وہ سب لوگ مل کر الحمد اللہ شریف پڑھتے۔ ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی جب انہوں نے درمیان سیدنا غوث اعظم قطب الاقطاب، پیران پیر، شیخ سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا بھی اسم گرامی نہایت ادب واحترام اور بڑے لمبے چوڑے القابات کے ساتھ لیا۔ اس سے ہمیں اندازہ ہوا کہ عجمی ہو یا عربی سب مسلمان سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتے ہیں۔ فاتحہ کے اختتام پر تمام احباب سے کتابیں لے لی گئیں اور شیرینی (ٹافیاں) مٹھی مٹھی بھر کر تقسیم کی گئیں۔ ایک صاحب نے فرط محبت میں کہ ہم لوگ پاکستان سے آئے ہیں اپنی جیب سے قصیدۂ بردہ شریف کا کتابچہ نکال کر ھدیۂ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کو پیش کیا۔ ٹافیاں کا حصہ بھی ہمیں مٹھی بھر کر نہیں بلکہ دامن بھر کر دیا گیا۔ افسوس کہ وہاں کوئی شیخ دیوبند یا نجد کا نمائندہ نہیں تھا ورنہ فقیر ان سے عرض کرتا کہ حضرت اب اسکندریہ کے ان مسلمانوں کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ

ہے؟ کیا یہ تمام اہل محبت بھی بریلوی ہیں--؟

عصر کی نماز با جماعت ادا کرکے ہم مسجد سے باہر آئے ایک تکلیف دہ بات یہ ضرور محسوس ہوئی کہ خطیب مسجد سے لیکر حلقۂ ذکر ونعت کے منعقد کرنے والے یہ تمام حضرات بغیر داڑھی کے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں بھی ان کو سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

مسجد سے باہر نکل کر ہم دوسرے دروازے سے اس تہہ خانے میں گئے یہاں حضرت امام شرف الدین بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ ومرشد، امام وقت، شیخ المشائخ سیدی شہاب الدین ابو العباس احمد بن عمر بن علی الخزرجی الانصاری المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی۔ ان کے مزار مبارک پر جو کوائف تحریر تھے اس کے مطابق آپ ۶۱۶ ھ/ ۱۲۱۹ء میں مُرسیہ، اندلس میں پیدا ہوئے اور ۶۴۲ ھ میں حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسبِ فیض کے لئے اسکندریہ آگئے اور یہیں وصال فرمایا۔ سنِ وصال درج نہیں تھا۔ ہم لوگ یہاں سے فاتحہ اور دعا سے فراغت پاکر ان کے تلمیذ ورشید اور مرید وخلیفۂ خاص حضرت سیدنا امام شرف الدین بوصیری صاحب قصیدۂ بردہ شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر، جو مسجد کے قریب ہی ہے، حاضر ہوئے۔ مزار شریف کا قبہ بڑا شاندار ہے لیکن ان دنوں مزار مبارک رنگ وروغن اور زیبائش وآرائش کے کام کی وجہ سے بند تھا، صرف صدر دروازے سے لوگ زائرین کو اندر جانے کی اجازت تھی۔ ہم نے مزار پر سلام پیش کرنے کے بعد سب سے پہلے قصیدۂ بردہ شریف کے جتنے اشعار یاد تھے وہ تبرکاً پڑھے۔ ہم لوگوں کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں۔ پھر ہم نے فاتحہ پڑھی، اور حضرت بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصیدۂ بردہ شریف کے بطور وظیفہ ورد کی اجازت اور اس میں تاثیر کے طالب ہوئے۔ جہاں اس فقیر نے اس موقع پر اپنے لئے، اپنے اہل وعیال، برادران، اعزہ واقرباء، اراکین وسرپرستان ادارہ، محبین ومخلصین اہل سنت، علماء ومشائخ اور درخواست کنندہ حضرات کے لئے دعا کی اور ان کا سلام پیش کیا وہیں اپنی پیاری معصوم پوتی روحہ فاطمہ قادریہ (حفظہا اللہ تعالیٰ من کل بلاء الدنیا والآخرہ) کے لئے حضرت سیدنا امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ سے خصوصی استغاثہ کیا کہ اے وہ ذات گرامی کے جن پر اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ومحترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خاص فضل وکرم فرمایا آپ میری اس پوتی کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک سیرت اور نیک نصیب والا بنائے اس لئے کہ اسے اس چھوٹی سے (تقریباً ڈیڑھ سال کی) عمر میں قصیدۂ بردہ شریف سے شغف ہے، کئی اشعار زبانی یاد ہیں، نیز اسے قصیدۂ بردہ شریف کے ورد کی اجازت کے ساتھ ساتھ اسے اس کے پڑھنے کے ذوق وشوق کے ساتھ لحن اور تاثیر بھی عطا فرمائیں۔

وہاں سے ہم سید جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ بزرگ تیرھویں صدی عیسوی میں اندلس میں پیدا ہوئے، غالباً تحصیل علم کے لئے اسکندریہ آئے اور یہیں بس گئے۔ سن وصال نہیں معلوم۔ یہاں سے ہم ٹرام میں بیٹھ کر سید بشر بن الحسین الجوھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ یہ چھٹی صدی ہجری میں اسکندریہ میں وارد ہوئے۔ اپنے زمانے کے جید علماء وفضلاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ سے حدیث وفقہ کا درس لیا اور کسب فیض کیا، سنِ وصال ۵۵۸ ھ ہے۔ یہاں سے ہم صحابی رسول ﷺ حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار شہر کے ایک گنجان علاقہ میں واقع ایک وسیع حجرے کے وسط میں ہے مزار شریف کے دونوں جانب ان کے اہل خانہ اور خلفاء وخدام کے مزارات ہیں ہمارا ارادہ یہاں سے سیدنا دانیال اور سیدنا لقمان علیہما السلام کے مزارات پر حاضری کا تھا لیکن ہمیں لوگوں نے بتایا کہ اب چونکہ نماز عشاء ہوچکی ہے اور رات زیادہ ہوگئی ہے اس لئے وہاں جانا مناسب نہیں کیونکہ مزار شریف زائرین کے لئے بعد مغرب بند ہوجاتا ہے۔ لہذا ہم قاہرہ واپسی کے لئے سیدھے ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ ٹرین قاہرہ کے لئے تیار کھڑی تھی لیکن صرف ایک آدمی کی نشست کا مل رہا تھا۔ اس لئے ہم واپس ویگن اسٹینڈ آگئے۔ قاہرہ کی طرح اسکندریہ ریلوے اسٹیشن بھی بہت خوبصورت ہے۔ یہ شہر اپنے قدرتی حسن، صفائی وستھرائی اور دلکش ساحل سمندر کی بناد پر قاہرہ سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ البتہ یہاں عمارات، فلیٹ وغیرہ قاہرہ سے کم اونچے ہیں۔ شہر کے اندر ذرائع آمد ورفت میں ٹیکسیوں کے علاوہ بس اور ٹرام کا نظام ہے یہاں ٹرام کا نظام قاہرہ سے زیادہ بہتر ہے شاید اس کی وجہ سے کہ یہ شہر آبادی کے اعتبار سے قاہرہ سے نسبتاً بہت چھوٹا ہے۔ سڑکیں کشادہ اور شفاف ہیں۔ شہر کے محل وقوع اور ٹریفک انجیرنگ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ شہر کے تقریباً ہر حصہ سے سمندر نظر آتا ہے ہر شاہ راہ سمندر پر جاکر ختم ہوتی ہے، ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے یہاں دن رات چلتے رہتے ہیں۔ ساحل سمندر پر خوبصورت تفریح گاہیں، ریسٹورانٹ اور ہوٹل ہیں خلفائے عباسیہ اور ترکیہ کے دور کے عالیشان خوبصورت قلعے بھی ساحل سمندر پر واقع ہوئے ہیں۔ یہ مصر کی اہم بندرگاہ ہے۔ اسکندر اعظم کے زمانے کے بھی آثار بکثرت ہیں۔ انبیاء، صحابۂ، تابعین اور اولیاء کاملین کے مزارات قرب وجوار میں بہت ہیں۔ غرض یہ مصر کا اس وقت ایک خوبصورت جدید شہر ہے۔ وہاں یہ مثل مشہور ہے کہ جو مصر آیا اور اس نے اسکندریہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا۔ بہر حال ہمیں تو وہاں سیدنا امام شرف الدین اور وہاں آسودۂ خاک صحابۂ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت لے گی اور انہی بزرگوں کے نقشِ پا کی تلاش میں ہم نے پورا دن وہاں گزارا اور اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار لے جائے تو بھی ہماری دیوانگی کا یہی عالم ہوگا۔

ٹیکسی اسٹینڈ پر ہم نے رات کا کھانا ایک ہوٹل میں کھایا۔ پھر بذریعہ ویگن ساڑھے دو بجے شب قاہرہ پہنچے۔ واپسی پر ہم شاہراہ صحراوی سے واپس لوٹے۔

(باقی آئندہ)

ترتیب: مولانا محمد ارشاد احمد رضوی مصباحی

دارالمطالعہ اہل سنت سہسرام جس کے قیام کا مقصد وحید اہل سنت کی دینی اور علمی قدروں کا تحفظ ہے۔۱۲؍جنوری ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ کو امام اہل سنت، مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی یاد میں قائم ہوا۔شہر کے مدبرین اور عامۂ مسلمین کی تائید، اہل سنت کے علماء ومشائخ کی دعائیں ہمیشہ اس کے ساتھ رہیں شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ان پاکیزہ اور بابرکت دعاؤں کے اثرات ہم نے ہر قدم پر دیکھے۔

''مولیٰ تعالیٰ برکت دائمی سے نوازے، آمین فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ''

عارف باللہ حضرت علامہ ضیاء الحسن سہسرامی، حضرت علامہ کامل سہسرامی، علامہ عبدالمصطفےٰ اعظمی، سید اسرار الحق علیہم الرحمہ اور علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، مولانا سید کلیم اشرف مولانا شاہد رضا نعیمی (برطانیہ) خواجۂ علم وفن علامہ مظفر حسین دامت برکاتہم القدسیہ کے دعائیہ کلمات آج بھی ہمارے لئے قیمتی یادگار ہیں۔

دارالمطالعہ اہل سنت نے اس طویل مدت میں مختلف انداز سے دین وملت کی خدمات انجام دیں۔ اہل سنت کے اقدار کا تحفظ، مودودی جماعت اور تبلیغی جماعت کی باطل فکروں سے نبرد آزمائی، طلبہ کی دینی اور علمی راہنمائی، مطالعہ کے اعلیٰ اور ستھرے ذوق کی نشو ونما، مختلف اصلاحی دینی کتابچوں کی اشاعت، سنی لٹریچر کی تقسیم ہفت روزہ دینی اور اخلاقی تربیتی پروگرامات ان تمام زاویوں سے اس نے دین وملت کی خدمات انجام دیں اور ان تمام عملی مراحل میں سہسرام کی بیدار عوام کا تعاون قدم قدم پر ساتھ رہا۔

کچھ داخلی اسباب کی بناء پر ۱۹۸۷ء میں یہ ادارہ جمود و تعطل کا شکار ہوا لیکن پھر چند سال کے وقفہ سے ۱۹۹۷ء میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے مسعود لمحات میں اس کی باضابطہ نشاۃ ثانیہ عمل میں آئی اور پورے عزم، حوصلہ، استقلال اور اخلاص کے ساتھ اس کے اراکین سرگرم عمل ہوئے۔

موجودہ شعبے:

(۱) دینی مجلس (۲) دارالمطالعہ (۳) اسلامی کیسٹ لائبریری (۴) تعلیم القرآن سینٹر (۵) اسلامک ڈیبیٹ سینٹر (۶) شعبۂ مقابلہ جاتی کتب (۷) شعبۂ نشر واشاعت (۸) شعبۂ دعوت وتبلیغ

سرپرستی:

الحمدللہ دارالمطالعہ اہل سنت کو ان اکابرین اسلام کی سرپرستی کا شرف حال ہے: (۱) مخدوم گرامی سید ملت حضرت علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی دامت برکاتہم القدسیہ (S.C.W) ممبئی، سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ۔ (۲) مخدوم گرامی تاج الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ (فاضل ازہر مصر) جانشین مفتی اعظم قدس سرہ خانقاہ عالیہ رضویہ بریلوی شریف۔ (۳) مخدوم گرامی عزیز ملت حضرت علامہ عبدالحفیظ قادری دامت برکاتہم القدسیہ (B.Sc.Eng) علیگ، جانشین حافظ ملت قدس سرہ خانقاہ عالیہ عزیزیہ وسربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

نام کتاب: احکام القر
زبان: اردو
مؤلف: علامہ مولا
(کھاریا
صفحات: ۵۶۸
سائز: درمیانی، گ
ھدیہ: درج نہیں
ناشر: حافظ قاضی
محلہ بابا لطی

قرآن مج
آخری اور ممتاز ترین
بھلائیوں کی ضامن
قرآن مجسم، عالم ما
جامعیت کی طرف اش
''خبردار! عنقری
اللہ تعالیٰ عنہ نے
کیا طریقہ ہوگا
پہلوں اور پچھلو

تبصرہ نگار: سید وجاہت رسول قادری

نام کتاب: احکام القرآن (جلد اول سورۂ بقرہ)

زبان: اردو

مؤلف: علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری
(کھاریاں، گجرات، پاکستان)

صفحات: ۵۶۸

سائز: درمیانی، گیٹ اپ خوبصورت اور کمپوزنگ صاف ستھری

ھدیہ: درج نہیں

ناشر: حافظ قاضی محمد سعید احمد نقشبندی
محلہ بابا لطیف شاہ غازی، کھاریاں، ضلع گجرات، پاکستان

قرآن مجید فرقان حمید تمام کتب منزلہ میں سب سے آخری اور ممتاز ترین ہے۔ یہ کتابِ ہدایت دنیا و عقبیٰ کی تمام بھلائیوں کی ضامن اور اولین و آخرین کے علوم کی جامع ہے۔ قرآنِ مجسم، عالم ماکان و ما یکون، سید عالم ﷺ نے اس کی جامعیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''خبردار! عنقریب فتنے برپا ہوں گے! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا، کتاب اللہ، اس میں پہلوں اور پچھلوں کی خبریں ہیں اور تمہارے لئے احکام ہیں'' (مفہوم)

قرآن حکیم چونکہ کتابِ ھدایت ہے اس لئے اس میں دینی و دنیوی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس کتابِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بعض اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا ہے اور بعض سے منع فرمایا ہے۔ کائنات ارضی کے بعض وسائل واشیاء کے استعمال کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور بعض کو ناپسندیدہ، اور اپنے ان احکامات کی بجا آوری پر اجر وثواب اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا ہے اور ان کے خلاف ورزی پر اپنے غضب وعتاب کی وعید سنائی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ صدق دل سے اپنے مالک ومولیٰ کے احکام کو مانے اور اور حتیٰ الوسع حسبِ استطاعت انہیں بجا لائے، ممنوعات ومحرمات سے رک جائے، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں کوشش کرے اور اس کے غضب و ناراضگی سے بچے۔ اس لئے بندۂ مومن پر احکام الٰہی کے علم کا حصول یعنی اوامر و نواھی، زواجر اور ممدوح و مذموم کا معلوم کرنا ضروری ہو گیا، اگرچہ یہ تمام امور قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں اور ان کی تفسیر وتشریح اور توضیح وتوجیہہ ارشاداتِ سید عالم ﷺ میں موجود ہیں، لیکن یہ ہر عام مسلمان کے بس کی بات نہیں کہ براہِ راست اپنے مطالعہ سے انہیں اخذ کر سکے۔ کیونکہ اس کے لئے

توفیق الٰہی اور فضل رسالت پناہی ﷺ کے ساتھ ساتھ اجتہادی بصیرت اور تفقہ فی الدین کی وہ صلاحیت درکار ہے جو ہمارے محسن ائمۂ کرام اور مجتہدین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رحمۃ واسعۃ کو حاصل رہی ہے۔ انہوں نے رہتی دنیا تک کے آنے والے مسلمانوں کے لئے اپنی علمی کاوشوں کے چراغ جلا کر یہ مشکل آسان فرمادی اور واجب العمل احکام کو قرآن حکیم سے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا علیہ التحیۃ والثنا کی روشنی میں استنباط کر کے رہ عمل پر چلنا اور صراط مستقیم پر گامزن رہنا آسان سے آسان تر بنادیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

دوسری صدی ہجری سے لیکر بارھویں ہجری تک ہر دور کے جید ائمہ کرام اور علمائے اعلام نے ''احکام القرآن'' کے موضوعات پر بے شمار تصانیف لکھیں، جن میں امام شافعی، امام بیہقی علامہ علی بن حجر البغدادی، علامہ بکر بن العلا القشیری، علامہ ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی حنفی، امام ابوبکر علی، قاضی ابن العربی مالکی، شیخ ابو محمد القیسی، شیخ جمال الدین ابن السراج القونوی الحنفی، شیخ ابوعبد محمد القرطبی، امام جلال الدین السیوطی، ملاجیون جونپوری حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسی نابغۂ عصر ہستیاں شامل ہیں۔

لیکن احکام القرآن پر جتنی تصانیف علمائے کرام کی دستیاب ہیں وہ سب عربی میں ہیں جس میں تمام مباحث علمیہ کو مالہٗ وما علیہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس لئے آج کل کے اردو دان طبقہ، یعنی برصغیر پاک وھند کے عامۃ المسلمین حتیٰ کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لئے بھی ان کتب سے استفادہ ممکن نہ رہا۔ حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین قادری نے، جو صاحب تصانیف کثیرہ ہیں اردو زبان میں ''احکام القرآن'' کے موضوع پر کتاب تالیف کر کے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ مؤلف موصوف اس کتاب کی وجہ تالیف میں رقم طراز ہیں:

''علمی ذوق اور جذبۂ تحقیق والوں کے لئے اس میں (عربی کتب میں) عدیم النظیر ابحاث ہیں، مگر ابحاث کریمہ (اور وہ بھی عربی زبان میں) کو سمجھنے کی استعداد نہ رکھنے والوں کے لئے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے (تھی) جس میں قرآن مجید کے احکام سادہ اور عام فہم زبان میں بیان کئے جائیں تا کہ عمل میں تردد نہ رہے۔''

فاضل مؤلف نے اپنی زیر نظر تالیف میں مذکورہ ائمۂ کرام اور علمائے عظام کی تمام دستیاب عربی تصانیف و تالیفات سے استفادہ کرتے ہوئے قرآنی آیات اور ان سے مستنبط شدہ احکام کو ترتیب نو اور جدید دور کے علمی اور تحقیقی تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی خوبصورت کاوش کی ہے جسے علمی اور دینی حلقوں میں یقیناً سراہا جائے گا۔ ۵۶۸ رصفحات پر مشتمل یہ کتاب ''احکام القران'' کی پہلی جلد ہے جو صرف سورۂ بقرہ کی چند آیات سے مستنبط شرہ تقریباً بارہ سو احکام پر مشتمل ہے۔ حضرت مؤلف علام نے راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی باقی سورتوں پر کام جاری ہے۔ حضرت علامہ قادری نے کتاب کے آخر میں ''مآخذ و مراجع'' کے عونان سے ۱۰۴ رکتب کی فہرست دی ہے، جن کی تقسیم درج ذیل ہے:

۱- کتب تفاسیر وعلوم القرآن ۲۷

۲- کتب احادیث وشروح احادیث ۳۹

۳- کتب فقہ وفتاویٰ ۲۵

۴- کتب عقائد وکلام ۳

۵- کتب تا
۶- کتب لغ
۷- متفرقہ
کل
مذکورہ بالا
ہے کہ مؤلف موصوف
ترتیب کی تیاری میں
سے استفادہ کیا ہے ا
وسیع مطالعہ کے ساتھ
تا کہ کتاب عام قاری
اور اہل علم کے لئے مت
پر مشتمل ہے جن میں
مثلاً عبادات، معاملا
دیگر عنوانات سے متعلق
عام طور پ
کتب اوق عبارات
بھری ہوتی ہیں جس
مشکل ہو جاتا ہے۔ د
بھاگتی زندگی کی ہمہ ہم
میں اور خصوصاً جدید تع
شریعت کے مطالعہ او
ساتھ قلت وقت کا بھ
ایسے ماح
حصول اور اس سے مت

۵-کتب تاریخ، سیرت وفضائل	۳
۶-کتب لغت	۵
۷-متفرقہ	۲
کل	۱۰۴

مذکورہ بالا کتب کی فہرست کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف موصوف نے زیر نظر کتاب کی تالیف، تدوین اور ترتیب کی تیاری میں اصل مآخذ ومراجع کے ایک بڑے ذخیرے سے استفادہ کیا ہے اور معلومات واستعلامات کی فراہمی کے لئے وسیع مطالعہ کے ساتھ ساتھ متنوع موضوعات پر کتب بینی کی ہے تاکہ کتاب عام قاری کے لئے زیادہ سے زیاہ مفید، معلومات افزاء اور اہل علم کے لئے مستند مآخذ کا عصیر ثابت ہو۔ کتاب ۵۶/ابواب پر مشتمل ہے جن میں ایک مسلمان کی عملی زندگی کے مختلف شعبوں مثلاً عبادات، معاملات، اخلاق، کردار، سیاسیات، تجارت اور بعض دیگر عنوانات سے متعلق بارہ سو (۱۲۰۰) احکام شامل ہیں۔

عام طور پر اسلام احکامات اور فقہی مسائل پر تحریر شدہ کتب اوق عبارات، مشکل الفاظ اور مغلق اصطلاحی کلمات سے بھری ہوتی ہیں جس کی وجہ سے عام قاری کے لئے استفادہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ دور جدید میں کہ ہر فرد معاشی تگ ودو اور دوڑتی بھاگتی زندگی کی ہمہ ہمی میں رواں دواں نظر آتا ہے عام مسلمانوں میں اور خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقے میں دینی لٹریچر پڑھنے اور احکام شریعت کے مطالعہ اور اس کے سمجھنے کے ذوق کے فقدان کے ساتھ ساتھ قلت وقت کا بھی مسئلہ ہے۔

ایسے ماحول میں اگر بعض حضرات دینی معلومات کے حصول اور اس سے متعلق لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق بھی رکھتے ہوں تو کتب فقہ اور دیگر دینی کتب کی ادق عبارات اور نامانوس اصطلاحات استعارات کی بناء پر وہ ان کے معانی ومطالب کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور طبیعت اسقدر الجھتی ہے کہ رفتہ رفتہ ان کے مطالعہ سے نفور ہو جاتی ہے۔ حضرت علامہ محمد جلال الدین قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کا طرز بیان آسان اور دلنشیں، زبان شستہ، سادہ، اور سہل ممتنع کا نمونہ ہے جو عالم اور غیر عالم دونوں کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے یکساں مفید ہے۔ قرآنی ایات کی تفسیر وتشریح اور حل لغات کا طریقہ بھی سائینٹفک ہے کہ کم علم شخص کی سطح فہم بھی بآسانی معانی ومطالب کا ادراک کر سکتی ہے۔ حضرت علامہ نے قرآن کریم، حدیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کی مصطلحات اور عربی وفاسی عبارات اور پیرایۂ بیان کو آسان اور روز مرہ اردو میں منتقل کر کے نہ صرف عام قاری کے لئے اسلامی احکام کے فہم میں آسانی پیدا کرنے کی کاوش کی ہے بلکہ ایسا کر کے انہوں نے اس کے اندر قرآن و حدیث وفقہ واصولِ فقہ کے احکام ومسائل سے متعلق مزید لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق ورغبت پیدا کرنے کی سعی احسن کی ہے جو اس کتاب کے مطالعہ کا ایک روشن اور امتیازی پہلو ہے۔

مندرجہ بالا خصوصیات کی بناء پر یہ کتاب اس قابل ہے کہ ملک اور بیرون ملک کی تمام بڑی پبلک اور پرائیوٹ لائبریریوں، اسکولوں، کالجوں اور جامعات کی لائبریریوں اور تحقیقی اداروں میں مطالعہ اور استفادہ کے لئے رکھی جائے۔
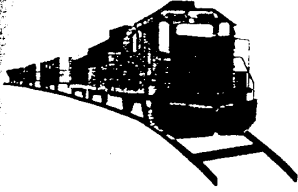
❖❖❖❖

مرتبہ: شیخ ذیشان احمد قادری

محمد عطا الرحمن قادری رضوی

(ریسرچ اسکالر پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

یہ بتاتے ہوئے بے حد خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا الشاہ محمد امجد علی اعظمی نور اللہ مرقدہ کی تعلیمی خدمات کے موضوع پر راقم السطور نے پنجاب یونیورسٹی میں مقالہ پیش کر کے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ نیز حضرت صدر الشریعہ اور دیگر بزرگان دین رحمہم المولیٰ تعالیٰ کی توجہات روحانی کی برکت سے یونیورسٹی میں ہی ہونے والے ایک سالہ عربی زبان وادب کے ڈپلومہ میں پہلی پوزیشن لی ہے۔ اس پر مسرت موقع پر علامہ عبدالحکیم شرف قادری برکاتی مدظلہ العالی نے ایک پیغام بھی بھیجا ہے جو پیش خدمت ہے:

''برادران اہل سنت یہ جان کر ضرور فرحت وانبساط محسوس کریں گے کہ فاضل نوجوان مولانا عطاء الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ ایجوکیشن میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کی تعلیمی خدمات کے موضوع پر مقالہ لکھ کر کامیابی حاصل کر لی ہے، سو میں سے اسی نمبر لے کر ممتاز پوزیشن حاصل کی ہے۔ نیز انہوں نے پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والے عربی زبان وادب کے ایک سالہ ڈپلومہ کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ فقیر قادری تہہ دل سے انہیں اس کامیابی پر ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ مولائے کریم جل جلالہ آئندہ بھی انہیں ہر میدان میں کامیابیاں عطا فرمائے''

آپ کا ارسال کردہ ''صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر'' موصول ہو گیا تھا۔ اس عنایت بے غایت پر تہہ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں۔

ڈاکٹر این۔ اے۔ بلوچ (سندھ یونیورسٹی، جامشورو، سندھ)

ماہنامہ ''معارف رضا'' کی احسن طریقہ پر باقاعدہ اشاعت مبارک ہو، میں ممنون ہوں کہ آپ مجھے یاد فرماتے ہیں۔ اپنی بات اور سفر نامہ قاہرہ کے بعد مزید مطالعہ شروع ہونے والا ہے۔ آپ یاد آتے ہیں امید ہے کہ بخیر ہوں گے، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کو سلام۔

علامہ اختر حسین فیضی مصباحی (دار العلوم غوثیہ، دیوریا، انڈیا)

''ماہنامہ معارف رضا'' کراچی فروری ۲۰۰۰ء سے اب تک برابر مل رہا ہے، اس سے پہلے ایک عریضہ کے ذریعہ ملنے کی اطلاع کر چکا ہوں یقیناً یہ کاوش نیک اور محمود ہے۔ ہر شمارہ نئی آن بان اور جدید رنگ و آہنگ کے ساتھ فردوس نظر ہوتا ہے۔ معارف رضا کے ذریعہ امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار و خیالات اور تعلیمات و ارشادات پڑھنے کا موقع جہاں سال بھر میں ایک بار میسر آتا تھا اور اب آپ اور ارکان ادارہ کی پیہم جدوجہد سے ہر مہینے میں اس سے لطف اندوز ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ پروردگار عالم رسالے کی عمر دراز فرمائے اور اسے نظر بد سے بچائے۔ ہند و پاک میں امام احمد رضا قدس سرہ پر کام کرنے والے بہت سے ادارے ہیں جو اپنی بساط کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ لیکن ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' نے رضویات پر جو کام منظم طریقے سے انجام دیا ہے اور دے رہا ہے وہ قابل صد تحسین اور لائق تقلید ہے۔

بین الاقوامی تشہیر کا سستا ذریعہ

ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی بین الاقوامی نوعیت کا علمی و ادبی، دینی رسالہ ہے جو کہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، رجسٹرڈ، پاکستان کے زیر اہتمام ممتاز ماہر تعلیم، سابق ایڈیشنل سیکریٹری وزارت تعلیم حکومت سندھ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی سرپرستی میں گذشتہ ۲۲ برس سے برابر شائع ہو رہا ہے۔ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری اس کے ''مدیر اعلیٰ'' پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ''مدیر'' اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ''نائب مدیر'' ہیں۔ ''معارف رضا'' پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں، تمام قومی وصوبائی محکموں اور تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے علاوہ سعودی عرب، مصر، لبنان، لیبیا، عراق، دبئی، سری لنکا، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، ماریشس، ہندوستان، افغانستان، نیپال، بنگلہ دیش اور امریکہ وغیرہ بھی جاتا ہے جہاں ہر ماہ ہزاروں افراد کی نگاہوں سے گزرتا ہے۔

''معارف رضا'' ابلاغ علم اور ترویج واشاعت دین کی جو خدمات سرانجام دے رہا ہے اس نیک کام میں آپ بھی شامل ہو سکتے ہیں جس کا ایک طریقہ ''معارف رضا'' میں اپنی مصنوعات/ادارہ/کمپنی کا اشتہار دینا بھی ہے۔ اشتہارات کا نرخ نامہ منسلک ہے۔

امید ہے ابلاغ علم اور اشاعت دین کے اس کام میں تعاون کرتے ہوئے اپنے ادارہ کا اشتہار ضرور عنایت فرمائیں گے۔ ''معارف رضا'' آپ کے اشتہار کی اشاعت پاکستان اور دنیا بھر میں آپ کی مصنوعات کی سستی تشہیر کا بہترین ذریعہ بنے گی۔

نرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چار کلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحات، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر/چیک/بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی عنایت فرمائیں، اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں۔

(نوٹ: اشتہار کا میٹر، آرٹ پول دیتے وقت اس بات کا خاص خیال فرمائیں کہ ہم جاندار کی تصاویر شائع نہیں کرتے)